www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ماہنامہ

ہمدرد نونہال

دسمبر ۲۰۱۹ء

urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مسلسل اشاعت کا ۶۷ واں سال
سن آغاز ۱۹۵۳ء

ماہ نامہ
ہمدرد نونہال

دسمبر ۲۰۱۹ء
ربیع الثانی ۱۴۴۱ ہجری
شمارہ نمبر ۱۲ - جلد ۶۷

صدرِ مجلس
سعدیہ راشد

مدیر اعلا
محمد سلیم مغل

معاون مدیر
سلیم فرخی

کمپوزنگ
محمد اکرم خان

۱۶ ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، طارق روڈ،
پی ای سی ایچ ایس بلاک ۲، کراچی۔
فون: 021-38244000, 38241611 Ext. 1611
ای میل: hfp@hamdardfoundation.org
ویب سائٹ: www.hamdardfoundation.org
ویب سائٹ ادارۂ سعید: www.hakimsaid.info
فیس بک پیج: /hamdardfoundationpakistan

پبلشر سعدیہ راشد نے ماس پرنٹرز کراچی سے چھپوا کر
ادارۂ مطبوعات ہمدرد، ناظم آباد کراچی سے شائع کیا۔

نونہالانِ پاکستان کی تعلیم و تربیت اور صحت و مسرت کے لیے
ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے زیرِ اہتمام شائع کیا گیا۔

بہ یاد

شہید پاکستان حکیم محمد سعید
بانی سرپرست

مسعود احمد برکاتی مرحوم
مدیرِ اوّل

قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ پر مبنی صفحات کا احترام ہم سب پر فرض ہے۔

قیمت خاص نمبر ۸۰ رُپے
قیمت عام شمارہ ۵۰ رُپے
سالانہ (رجسٹری سے) ۸۰۰ رُپے
سالانہ (عام ڈاک سے) ۶۰۰ رُپے
سالانہ (دفتر سے دستی لینے پر) ۵۰۰ رُپے
سالانہ (غیر ممالک سے) ۴۰ امریکی ڈالر

ڈاک خانے کے نئے قاعدوں کی وجہ سے آئندہ ہمدرد نونہال کی قیمت صرف بینک
ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں قابلِ قبول ہوگی۔ VPP بھیجنا ممکن نہ ہوگا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس شمارے میں

کیا اور کہاں ؟

دسمبر ۲۰۱۹ء

۵	ایک خدا ہے (حمد)	شریف شیوہ
۶	جاگو جگاؤ	شہید حکیم محمد سعید
۷	پہلی بات (اداریہ)	سلیم مغل
۹	عظیم قائد	چودھری اسد اللہ خاں
۱۱	روشن خیالات	ننھے گل چیں
۱۳	دو بیل تھے بچارے	سلیم مغل
۱۵	سردی کا موسم (نظم)	ارسلان اللہ خاں
۱۶	یہ منھ اور مسور کی دال	راؤ جی
۲۱	قائداعظم کے مشغلے	ظلِ ہما
۲۴	پانچ لاکھ	محمد محمود احمد
۲۷	علم در بیچے	نکتہ داں نونہال
۳۱	اَن دیکھی رَو	مسعود احمد برکاتی
۳۳	شین شرارت	ننھے مزاح نگار
۳۷	پانی کا قطرہ (نظم)	تنویر انجم
۳۹	ہیرا پھیری	عشرت جہاں
۴۲	نونہال مصوّر	ننھے فن کار

یہ منھ اور مسور کی دال 16

قائداعظم کے مشغلے 21

ہیرا پھیری 39

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۴۵	مرے قائداعظم (نظم)	شمس القمر عاکف
۴۷	اسٹیو جابز کے نام - سفرنامہ امریکا	سلیم مغل
۵۲	نونہال مشاعرہ	خوش ذوق نونہال
۵۳	نام بوجھیے	س۔ف
۵۹	بلاعنوان انعامی کہانی	احمد عدنان طارق
۶۸	ننھی منی چڑیاں	شیخ عبدالحمید عابد
۷۲	نونہال خبرنامہ	سلیم فرخی
۷۴	توپ کے دہانے میں نیند	ابنِ انشا
۷۵	گنتی کا گیت (نظم)	ایف۔سلطانہ مہر
۷۶	افواہ سازی	رابعہ فاروق
۸۰	سیدھے کا الٹا	شکیل صدیقی
۸۰	محنت کا جادو	عرفان الحق
۸۸	معلومات افزا ۲۸۸	س ف
۹۱	جوابات معلومات افزا ۲۸۶	ادارہ
۹۳	بچوں کے جمیل جالبی	رانا محمد شاہد
۹۷	کہانی کا ہل میاں کی	بینا صدیقی
۱۰۳	نونہال ادیب	ننھے لکھنے والے
۱۱۳	آدھی ملاقات	نونہال پڑھنے والے
۱۱۸	انعامات بلاعنوان کہانی	ادارہ
۱۲۰	نونہال لغت	ادارہ

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۹ر جنوری ۱۹۲۰ء

اس عظیم شخصیت کا جنم دن

جس نے وطنِ عزیز میں

- قدم قدم پر آگہی کے چراغ جلائے
- درس گاہیں بنائیں اور علم و داب کو فروغ دیا
- نونہالوں کو زندگی کا قرینہ سکھایا اور آگے بڑھنے کی اُمنگیں دیں
- نوجوانوں کو بلند پروازی اور دور بینی کے سبق پڑھائے
- طب مشرق کو معیار، تکریم، اعتبار اور صنعت کا درجہ عطا کیا
- صحت کی دولت تقسیم کی اور صحت مند روّیوں کو فروغ دیا
- سب سے بڑھ کر تعمیرِ پاکستان کا خواب دکھا کر تعبیریں پانے کا ہنر سکھایا

جنوری ۱۹۲۰ء کو شہید حکیم محمد سعید کے سو سالہ یومِ ولادت کے طور پر منایا جا رہا ہے
آیئے وطنِ عزیز کے عظیم محسن اور شہیدِ پاکستان کو خراج تحسین پیش کریں

دعائیں..... پھولوں کے سوغات..... اچھی تحریر..... خوب صورت شعر
حکیم صاحب کی کتاب کا مطالعہ..... پابندیٔ وقت کو اپنی عادات کا حصہ بنانے کا عہد

آپ کا ہر اچھا عمل اس صد سالہ تقریب میں شرکت اور شمولیت ہی کی صورت ہوگا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک خدا ہے

شریف شیوہ

فلک ، زمیں اور چاند ستارے دریا ، نہریں چشمے سارے
بلبل تتلی ، جگنو پیارے دیتا ہے جو سب کو سہارے
ایک خدا ہے!

اُجلے دن اور کالی راتیں سردی گرمی اور برساتیں
ہاتھ اور پاؤں ، کان اور آنکھیں جس نے دی ہیں یہ سوغاتیں
ایک خدا ہے!

پتا پتا بُوٹا بُوٹا بہتا دریا ، پھیلا صحرا
جھکڑ یہ منھ زور ہوا کا اس کا خالق کون ہے تنہا!
ایک خدا ہے!

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جاگو جگاؤ

نونہال دوست، شہید حکیم محمد سعید کی یاد رکھی جانے والی باتیں

ہمارا پیارا ملک پاکستان کس کی عقل مندی اور کوشش سے بنا؟ سب جانتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح اس عظیم ملک کے بانی تھے۔ قائداعظم نے یہ ملک کیوں بنایا تھا؟ اس لیے بنایا تھا کہ مسلمانوں کو ایسا گھر مل جائے جو ان کا اپنا گھر ہو، جس میں ان کی اپنی مرضی چلے، جس میں کوئی ان کو ستانے والا نہ ہو، جہاں وہ اپنے مذہب پر سکون سے عمل کر سکیں۔ جہاں ان کی محنت کا پھل انھی کو ملے، جہاں وہ مل جل کر، ایک دل ہو کر سب کی بھلائی کے لیے کام کریں اور خوب ترقی کریں، خوب علم حاصل کریں۔ جہاں انصاف ہو، جہاں اچھے کام کرنے سے کوئی نہ روکے، جہاں بُرے کام کرنے کی اجازت نہ ہو۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا پاکستان میں یہ سب خوبیاں ہیں؟ پاکستان ایسا بن چکا ہے جیسا قائداعظم اس کو بنانا چاہتے تھے؟

واقعی پاکستان، ہمارا پاکستان ابھی ویسا پاکستان نہیں بنا جو قائداعظم کی خواہش کے مطابق ہو۔ تو آؤ اب ہم پاکستان کو قائداعظم کی خواہش کے مطابق بنائیں۔ آؤ یہاں انصاف قائم کریں۔ آؤ اپنا اپنا فرض ادا کریں اور دوسروں کے حقوق ان کو دیں۔ آؤ ایمان داری سے، سادگی سے اور کفایت سے زندگی گزاریں۔ آؤ مل جل کر محبت، خلوص، امن اور اتحاد کے ساتھ رہیں۔ کسی سے نہ لڑیں، کسی کو بُرا نہ کہیں، کسی کو دکھ نہ پہنچائیں۔ آؤ لالچ اور دولت کی ہوس چھوڑ کر علم کی دولت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ علم اور اخلاق ہی سب سے بڑی دولت ہے۔ اسی دولت سے پاکستان ترقی کرے گا۔

(ہمدرد نونہال دسمبر ۱۹۸۹ء سے لیا گیا)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پہلی بات

سلیم مغل

کہانی اُس وقت بھی سنی جاتی تھی جب انسان چھوٹے چھوٹے گروہوں اور قبیلوں کی صورت میں رہا کرتا تھا اور اس وقت بھی جب وہ جنگلوں، پہاڑوں اور درختوں پر رہتا تھا، مگر مل جل کر رہنا سیکھ چکا تھا..... کہانی ہماری پرانی سہیلی ہے، یہ اس وقت بھی موجود تھی جب راستوں کا تصور پگڈنڈیوں سے آگے نہ جاتا تھا اور ان دنوں بھی جب انسان بے خبری کی زندگی گزارتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ چند کوس پر رہنے والے لوگ کون ہیں؟

آپ یقین کریں کہ عدم آگہی کے ان تمام ادوار میں بھی ''کہانی'' سنی جاتی تھی، سنائی جاتی تھی، چوپالیں جمتیں اور بڑے بوڑھے کہانیاں سناتے اور کہانیاں بھی کچھ یوں سناتے کہ سننے والوں کی پلک نہ جھپکتی اور سانسیں رک رک جاتیں۔ رات کو سونے سے قبل مائیں، نانیاں اور دادیاں بچوں کو عبادتوں کی سی پابندی سے کہانیاں سناتیں۔ یہ ابھی دور کی بات نہیں جب قصہ گوئی ایک فن تھا اور قصہ گو اس فن کی مہارت سے ہجوم کو مبہوت کر دیتے، جیسے ان پر جادو سا کر دیا ہو۔ پشاور کا قصہ خوانی بازار خود قصہ خوانی کی اہمیت پر کتنی بڑی گواہی ہے۔ حیرت اور تجسس کہانی کے بنیادی اوصاف ہوتے اور نظر نہ آنے والی دنیاؤں کی مخلوق کہانیوں کے موضوعات بنتے۔ چاند پر چرخہ کاتتی ہوئی بڑھیا، کوہ قاف کے جن اور پریاں..... اور بے نام سلطنت کے شہزادے اور شہزادیاں اور..... چڑیلیں..... اور جادوگر..... یہ سب کہیں اور سے نہیں، کہانی ہی سے آئے ہیں۔ کہانی نہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہوتی تو سوچنے کا سفر سُست پڑ جاتا۔ ترقی کی رفتار دھیمی رہتی۔ سوچیے نا کہ کوئی کہانی نگار کسی شہزادے کو قالین پر نہ اُڑاتا تو جہاز کہاں سے آتا؟ اور اگر جادوگر اپنے طلسمی آئینے میں دنیا کے مناظر نہ دکھاتا تو ٹی وی کیسے ایجاد ہوتا۔ ہم نے یہی دیکھا اور یہی جانا کہ ایجاد سے قبل ایجاد کا تصور آیا اور ''کہانی'' کے ذریعے ہی آیا۔ کہانی دراصل تصوّر، تخیّل اور تخلیق کو جنم دینے والا سب سے بڑا اہم اور قدیم اسلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر عہد کہانی کا عہد ہے۔ ذرا سا انداز اور اظہار کے اسلوب بدل کر اور کبھی موضوعات اور ماحول کی تبدیلی کے ساتھ ''کہانی'' ہر دور میں، ہر تہذیب میں موجود رہی.....اور اگر واقعی ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو پھر مان لیجیے کہ انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے کہانی کو فطرت نے موزوں ترین سمجھا اور اسے انسان کی فطری ضرورتوں میں شامل کر دیا۔ ''کہانی'' دیکھتے ہی دیکھتے ایک بار پھر نئے عہد کا بھی بہت بڑا مضمون بن گیا ہے۔ دنیا بھر میں اسٹوری رائٹنگ اور اسٹوری ٹیلنگ (کہانی لکھنا اور سننا) اسکولوں کے لازمی مضامین بن چکے ہیں۔ نشوونما پاتے ہوئے ننھے ذہنوں کی زرخیزی اور آبیاری کے لیے ''کہانی'' صرف ضروری نہیں، اشد ضروری ہے۔ سو اگر آپ نونہال ہیں تو کہانی پڑھا کریں اور لکھا بھی کریں، اُستاد یا ماں باپ ہیں تو کہانی سنایا کریں اور اگر قلم کار ہیں تو تسلسل کے ساتھ کہانی لکھا کریں۔ محنت کے ساتھ، محبت کے ساتھ اور ریاضت کے ساتھ کہانی لکھنے اور پڑھنے کا سفر جاری رکھیں۔ دیکھیے گا ایک دن آپ کی کہانی کا جادو سر چڑھ کر ضرور بولے گا۔ بڑے معرکے سر کرنے کے لیے آج کے نونہال آپ ہی کی کہانیوں سے اُمنگیں اور تحریک لیں گے..... ہاں مگر خیال رہے اچھی کہانی لکھنا آج بھی اتنا آسان نہیں۔ کہانی جس پہ پلک نہ جھپکے، جسے سنتے ہوئے دیدے پتھر کے ہو جائیں، حیرت آنکھوں سے پھٹی پڑ رہی ہو اور سننے یا پڑھنے والا اپنی جگہ سے ہلے بغیر نئی دنیاؤں کے سفر پر چل نکلے۔ تو پھر لکھیے ایک نئی سی کہانی۔ ڈراتی ہوئی، سہماتی ہوئی، نت نئے کرداروں سے ملواتی ہوئی، کہانی، جسے پڑھ کر کبھی اُمنگیں جاگیں اور کبھی حوصلہ اور مہمیز۔ ایک اچھی سی کہانی جو سوچ کے نئے سفر پر لے جائے اور وہیں سے کام یابیوں کے نئے اُفق پر۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قائداعظم کی خوش مزاجی

چودھری اسداللہ خاں

قائداعظم بچپن سے زندگی کے آخری لمحات تک، راست گو، خوش گفتار، خوش لباس اور با اُصول انسان رہے۔ وہ بہت کم بولتے تھے۔ وہ زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے عادی تھے۔ ان کے اس طرزِ زندگی کو دیکھتے ہوئے اکثر لوگ جناح صاحب کو کھرّے مزاج کا انسان سمجھتے تھے، لیکن ایسا ہرگز نہیں تھا۔ وہ بہت خوش مزاج تھے۔ آیئے ان کی خوش مزاجی کے صرف تین واقعات آپ کو سناتے ہیں:

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۱۔ ایک دفعہ مسٹر گاندھی نے قائداعظم سے پوچھا کہ آپ کو کس نام سے پکارا جائے؟
آپ نے جواب دیا کہ گلاب کے پھول کو جس نام سے بھی پکارا جائے اس کی خوشبو میں کچھ فرق نہیں آتا۔

۲۔ مارچ ۱۹۴۰ء مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں ''قراردادِ پاکستان'' پر بحث ہو رہی تھی اور قائداعظم تقریر فرما رہے تھے کہ باہر اچانک شور بلند ہوا۔
قائداعظم نے پوچھا: ''یہ شور کیسا ہے؟''
ایک شخص نے بتایا کہ شیرِ بنگال (مولوی فضل الحق) آئے ہیں۔ اتنے میں مولوی فضل الحق پنڈال میں داخل ہوئے۔ قائداعظم نے ان کو دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا: ''جب شیر آئے تو میمنے کو بیٹھ جانا چاہیے۔'' یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔
جب مولوی فضل الحق کو جگہ مل گئی تو قائداعظم یہ کہہ کر پھر کھڑے ہو گئے: ''اب شیر کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ اس لیے میمنہ پھر باہر نکل آیا ہے۔ اس پر حاضرین ہنس ہنس کر بے حال ہو گئے۔

۳۔ ۱۹۴۷ء میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کے مشہور لیڈروں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کیا۔
قائداعظم سے ملاقات کے وقت لارڈ ماؤنٹ بیٹن، لیڈی ماؤنٹ بیٹن اور قائداعظم کی تصویر لی جا رہی تھی۔ قائداعظم نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ لیڈی ماؤنٹ بیٹن، ہم دونوں کے درمیان کھڑی ہوں گی تو انھوں نے مزاح کے طور پر لیڈی ماؤنٹ بیٹن سے مخاطب ہو کر کہا: ''آپ تو کانٹوں کے درمیان پھول ہیں۔''
لیکن عین موقع پر جب تصویر لی جا رہی تھی تو لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم کو درمیان میں کھڑا کر دیا۔ تو یوں قائداعظم خود کانٹوں کے درمیان پھول بن گئے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تجربے اور دانائی کا حاصل، علم و حکمت کی باتیں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان کے بعد افضل ترین نیکی خلقِ خدا کو آرام پہنچانا ہے۔

سیدہ اریبہ بتول، لیاری ٹاؤن

حضرت علیؓ

جو کام دنیا کے سامنے نہیں کر سکتے تو چھپا کر بھی نہ کرو۔

محمد معیز انصاری، کراچی

حضرت حسن بصریؒ

ہزاروں آدمیوں کی دوستی بہتر ہے، لیکن ایک آدمی کی دشمنی بدترین ہے۔

محمد منیر نواز، ناظم آباد

ابنِ جوزی

اصل کمال علم اور عمل دونوں کو جمع کرنے میں ہے۔

صبا طارق، سکھر

قائداعظم محمد علی جناح

قلم کی طاقت تلوار سے بڑھ کر ہے۔

لبنیٰ آصف، کوئٹہ

واصف علی واصف

ناپسندیدہ انسان سے پیار کرو، اس کا کردار بدل جائے گا۔

ماہین سہیل، بلدیہ ٹاؤن

نسیم حجازی

قدرت کسی قوم کے اجتماعی گناہ کو معاف نہیں کرتی۔

اقبال جنید، لاہور

وکٹر ہیوگو

کسی کی مدد کرنے سے جیب ضرور خالی ہو جاتی ہے، لیکن دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔

شازیہ ربانی، پشاور

آسکر وائلڈ

بعض لوگ جہاں جاتے ہیں، اپنے ساتھ خوشیاں لے جاتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن کے چلے جانے سے خوشی ہوتی ہے۔

احمر وسیم، ملتان

گوئٹے

جو اپنے لیے اُصول نہیں بناتا، اسے دوسروں کے بنائے ہوئے اُصولوں پر چلنا پڑتا ہے۔

سید علی رضا، فیصل آباد

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Press ad

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Editor's Facebook Page

دو بیل تھے بچارے

عربی زبان کی مشہور کہاوت پر مبنی

قتلت یوم قتل الثورالابیض

(میں تو اسی روز قتل ہو گیا تھا جس روز سفید بیل قتل ہوا تھا)

کسی جنگل میں دو بیل رہتے تھے ایک لال اور ایک سفید جن کی آپس میں گہری دوستی تھی۔ایک ساتھ گھومنا پھرنا اور چرنے کے لیے بھی ایک ساتھ آنا جانا۔

ان کی اس مثالی دوستی کی وجہ سے اس جنگل کا شیر ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا،اس نے جب کبھی ان میں سے کسی ایک پر حملہ کیا تو دونوں نے مل کر اس کی وہ درگت بنائی کہ شیر کو اپنی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جان کے لالے پڑ جاتے۔
شیر نے ایک چال چلی لال بیل سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اور روشن مستقبل کے سہانے سپنے دکھا کر اپنے ساتھ ملا لیا لال بیل اس کی باتوں میں آ گیا کہ بیل کی دوستی کے مقابلے میں شیر کی دوستی زیادہ محفوظ نظر آ رہی تھی۔
لال بیل جب شیر سے مل گیا اور سفید بیل اکیلا رہ گیا تو چند دنوں کے بعد شیر نے اس کے شکار کا پروگرام بنایا اور اس پر حملہ کر دیا۔ پہلے تو دونوں مل کر شیر کو بھگا دیا کرتے تھے مگر اب اکیلے بیل کیلئے شیر کا مقابلہ مشکل ہو گیا۔
سفید بیل نے اپنے ساتھی بیل کو بہت پکارا، بہت آوازیں دیں، پرانی دوستی کے واسطے دیے اور بیل ہونے کے ناطے بھائی چارے کا احساس دلایا، مگر شیر کی دوستی کے نشے سے سرشار لال بیل ٹس سے مس نہ ہوا اور اپنی برادری کے ایک فرد کو شیر کے ہاتھوں چیر پھاڑ کا شکار ہوتا دیکھتا رہا۔
وہ آج بہت خوش اور مطمئن تھا کہ شکر ہے میں اس کے ساتھ نہیں تھا ورنہ آج میرا کام بھی اس کے ساتھ ہی تمام ہو جاتا۔

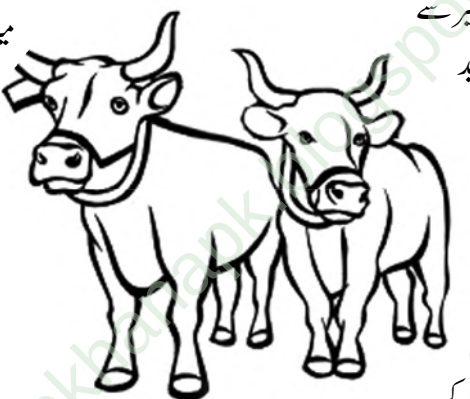

تھوڑے دن گذرے کہ شیر نے اسے بھی شکار کرنے کا پروگرام بنا لیا۔
جب شیر نے اس پر حملہ کیا تو لال بیل نے زور سے ڈکارتے ہوئے جنگل کے باشندوں کو یہ پیغام دیا کہ....(میں تو اسی دن قتل ہو گیا تھا جس دن سفید بیل قتل ہوا تھا)۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سردی کا موسم

ارسلان اللہ خان

دوستو ! سردی کا موسم آ گیا
پھر چلی ہے تیز یخ بستہ ہوا

کوٹ اور جیکٹ سنبھالو ساتھیو!
گرم کپڑوں کو نکالو ساتھیو!

دیکھ کر سردی ، ہوا کو بھانپ کر
گھر سے نکلو خوب خود کو ڈھانپ کر

روز ہی تُم سُوپ اور قہوہ پیو
اپنے کانوں اور پیروں کو ڈھکو

رات کو ہیٹر جلانا چاہیے
نیند سے پہلے بُجھانا چاہیے

اس سے بچنے کا کریں کچھ اہتمام
ہو نہ جائے آپ کو نزلہ زکام

جب نہاؤ تُم تو گیزر کھول دو
اور جب نکلو تو چادر اوڑھ لو

ارسلاںؔ ! بادام ، پستے کھاؤ تُم
پھر رضائی اوڑھ کر سو جاؤ تُم

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ منھ اور مسور کی دال

راؤ جی

۱۸۵۷ء میں مغلیہ سلطنت کے مکمل خاتمے کے بعد مغل دربار، شاہی قلعہ اور شاہی محلات سب اُجڑ گئے۔ یہاں رہنے والوں پر جو گزری وہ الم ناک و دل خراش حالات تاریخ کا حصہ ہیں۔ شاہی محلات کے تمام ملازمین بے کار اور بے روزگار ہو کر تلاشِ معاش کے لیے در بہ در بھٹکنے لگے۔ ان میں ایک شاہی باورچی غلام رسول بھی تھا، جو کھانا بنانے کا ماہر اور اپنے فن میں اپنی پہچان رکھتا تھا، لیکن دہلی میں کوئی ایسا صاحبِ ذوق نہیں رہا تھا جو اس کے فن کی قدر دانی کرتا اور اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیتا۔ ہر طرف افراتفری کا عالم تھا اور بہ قول آخری مغل تاج دار بہادر شاہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ظفر، شرفا کی حالت یہ تھی کہ 'جسے دیکھا حاکم وقت نے، کہا یہ تو قابل دار ہے۔'
مرزا غالب بھی تختۂ دار پر چڑھنے سے بال بال بچے۔ انھوں نے خود اپنے دوست نواب شیفتہ کو بتایا کہ انھیں جب انگریز کرنل کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے سوال کیا: ''تم کون؟''
''میں شاعر ہوں۔'' مرزا غالب نے جواب دیا۔
''میرا مطلب تم ہندو یا مسلمان؟'' کرنل نے سوال کیا۔
''آدھا مسلمان۔''
''آدھا کیوں؟''
''شراب پی لیتا ہوں، لیکن سور کا گوشت نہیں کھاتا۔''
مرزا غالب نے نواب شیفتہ کو بتایا: ''میرے اس جواب پر کم بخت کو ہنسی آ گئی اور ہنستے ہنستے اس نے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اشارہ کر دیا اور میری جان چھوٹ گئی۔ اگر وہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا اشارہ کر دیتا تو میں بھی کسی درخت پر مردہ لٹکا ہوا آپ کو ملتا جیسے اور بہت سے مجھ جیسے وہاں لٹکے ہوئے تھے۔''
غلام رسول روزگار کی تلاش میں دہلی سے نکل کر اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا آخر کار پھرتا پھراتا وہ مشرقی پنجاب کے ایک قصبے بیلاس پور جا پہنچا۔ وہاں ایک بڑے مسلمان زمیندار رہتے تھے جو بہت سے گاؤں کے مالک تھے اور کھانے پینے کے شوقین تھے۔ غلام رسول نے سوچا کہ یہاں اس کی دال گل جائے گی۔ وہ زمیندار صاحب کی حویلی پہنچا اور آداب وسلام کے بعد آنے کا مقصد بیان کیا۔
''کیا کیا پکا لیتے ہو؟'' زمیندار صاحب نے سوال کیا۔
''جو آپ کھانا پسند فرمائیں گے۔''
''میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کوئی خاص چیز؟'' زمیندار صاحب بولے۔
''میرا پکایا ہوا ہر کھانا، ہر چیز خاص ہوتی ہے۔ میں آخر شاہی باورچی رہا ہوں۔''
''پھر بھی کوئی خاص چیز۔''
''میں مسور کی دال ایسی پکا سکتا ہوں کہ آپ لب چاٹتے رہ جائیں۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''اچھا یہ بات ہے تو ہم سب سے پہلے مسور کی دال ہی کھائیں گے۔ ہم بھی تو دیکھیں تم دال میں کیا خوبی پیدا کرتے ہو۔'' زمیندار نے دل چسپی لیتے ہوئے کہا۔

''جناب! آپ اپنے تمام دوست احباب کو مدعو کریں، وہ بھی داد دیں تو پھر بات ہے نا۔''

''یہ بات ہے تو چلو ان کو بھی بلا لیتے ہیں.....اور کچھ؟'' زمیندار صاحب نے کہا۔

''اور یہ کہ دال کا خرچ بعد میں آپ کو مجھے دینا ہوگا۔'' غلام رسول بولا۔

''ویسے تو ہمارے باورچی خانے میں ہر چیز موجود ہوتی ہے، پھر بھی اگر تم کوئی خاص چیز اس میں ڈالنا چاہو تو اس کے پیسے لے لینا، لیکن یہ تو بتاؤ تم تنخواہ کیا لو گے؟'' زمیندار صاحب نے پوچھا۔

''آپ میرے ہاتھ کی بنی ہوئی مسور کی دال چکھ لیجیے، پھر بتاؤں گا۔''

''جیسی تمھاری مرضی۔'' زمیندار صاحب بولے۔

غلام رسول نے زمیندار صاحب کے باورچی خانے کا چارج سنبھال لیا۔ دوسرے روز پروگرام کے مطابق اس نے مسور کی دال پکائی۔ زمیندار صاحب نے اپنے تمام دوستوں کو کھانے پر بلایا۔ جب تمام احباب آ گئے تو انھوں نے ان سے کہا: ''دوستو! آج آپ کی صرف ایک پکوان کی دعوت ہے، میرے نئے باورچی نے اس کے ساتھ کوئی اور پکوان بنانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر صرف اس ایک پکوان سے ہی مزہ نہ آ جائے اور سب اپنے لب چاٹتے ہوئے نہ رہ جائیں تو وہ شاہی باورچی نہیں۔''

''ایسی کون سی ڈش ہے؟'' سب دوستوں نے بہ یک زبان سوال کیا۔

''مسور کی دال۔'' زمیندار صاحب بولے۔

''مسور کی دال۔'' بے ساختہ سب احباب کے منھ سے نکلا اور حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

کھانا پیش کیا گیا۔ جو شاہی باورچی نے کہا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ تمام مہمان اور زمیندار صاحب بھی اُنگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ انھوں نے تعریفوں کے پل باندھ دیے۔ زمیندار صاحب بھی بڑے خوش تھے کہ انھیں ایک بہترین باورچی مل گیا۔

تمام مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد، زمیندار صاحب نے تعریفی نظروں سے غلام رسول کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طرف دیکھا تو اس نے دال پر اُٹھنے والے خرچ کا حساب ان کی طرف بڑھا دیا جس پر لکھا تھا:
''دو عدد سونے کی اشرفیاں۔''
''یہ کیا.....؟'' زمیندار صاحب نے سوال کیا۔
''میں نے مسور کی دال میں دو اشرفیوں کا بھگار دیا ہے، یہ آپ مجھے دے دیجیے۔'' غلام رسول بولا۔
''اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم نے دو اشرفیوں کا بھگار دیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟'' زمیندار صاحب حیرت سے بولے۔
''آیئے میرے ساتھ باورچی خانے میں۔'' غلام رسول بولا۔
زمیندار صاحب، غلام رسول کے ساتھ باورچی خانے میں آئے۔ وہاں چولھے پر سیاہ رنگ کی اشرفیاں رکھی تھیں جن پر مہر اور وزن وغیرہ ابھی تک نمایاں تھے۔ انھیں زمیندار صاحب کو دکھاتے ہوئے اس نے کہا کہ میں نے ان اشرفیوں کا دال میں بھگار دیا ہے۔ زمیندار نے ان کو ہاتھ لگایا تو وہ چُور چُور ہو کر سفوف میں تبدیل ہو گئیں۔
''انھیں تم نے کس طرح جلایا؟''
''یہی تو فن ہے جناب!'' غلام رسول نے جواب دیا۔
''لیکن میرے پاس تو سونے کی اشرفیاں نہیں ہیں۔'' زمیندار صاحب بولے۔
''تو ان کی رقم، میرا مطلب ہے قیمت دے دیجیے، میرے پاس یہ آخری اشرفیاں بچی تھیں۔'' غلام رسول نے کہا۔
زمیندار صاحب کچھ دیر سوچتے رہے، پھر بولے: ''آؤ میرے ساتھ۔'' وہ غلام رسول کو لے کر اپنی بیٹھک میں آئے۔ میز کی دراز سے رقم نکالی اور اسے دیتے ہوئے بولے: ''تم باورچی تو کمال کے ہو، لیکن بہت مہنگے ہو۔ میں تمھیں اپنی ملازمت میں نہیں رکھ سکتا۔''
غلام رسول نے رقم جیب میں رکھی، زمیندار صاحب کو سلام کیا اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گیا کہ: ''یہ منھ اور مسور کی دال۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس چیلنج کو آسان نہ جانیے گا۔

تصویر کھینچتے ہوئے فوٹو گرافر کو بہ غور دیکھیے اور اندازہ لگائیے کہ فوٹو گرافر کے زاویے سے لی جانے والی تصویر نیچے دی گئی چار تصویروں میں سے کون سی ہے؟

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قائداعظم کے مشغلے

ظلِ ہما

قوموں کی تاریخ میں عظیم شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ عرصے کے بعد کہیں جا کر کوئی ایسا انسان پیدا ہوتا ہے، جو عظمت کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ کو مطالعے کا بہت شوق تھا۔ وہ پڑھنے کے وقت پڑھتے اور کھیل کے وقت کھیلتے تھے۔ انھوں نے کبھی اسکول کے کام میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ رات گئے تک وہ مطالعے میں مصروف رہتے، مگر دوسروں کے آرام کا بھی خیال رکھتے۔ رات کو جب مطالعہ کرتے تو مٹی کے تیل والے لیمپ کے ایک طرف گتّا رکھ لیتے، تاکہ گھر کے دوسرے لوگ پریشان نہ ہوں۔

قائداعظم کو شروع ہی سے دھول مٹی والے کھیلوں سے سخت نفرت تھی، کیوں کہ وہ شروع ہی سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

صفائی پسند تھے۔ کرکٹ کو بہت پسند کرتے تھے۔ وہ جب اعلا تعلیم کے لیے لندن جانے لگے تو اپنے ایک دوست نانجی جعفر کو اپنی گیند اور بلّا دیتے ہوئے کہا: ''جب تک میں ملک سے باہر رہوں، تم محلے کے لڑکوں کو کرکٹ کھیلنے کے لیے ہر شام میدان میں لے جایا کرنا اور جو نئے لڑکے آئیں انھیں تربیت دینا، تاکہ وہ دوسرے گندے کھیلوں سے بچے رہیں۔''

جانوروں میں انھیں گھوڑا بہت پسند تھا۔ گھوڑے کی فطرت میں خود اعتمادی شامل ہے، اس لیے وہ اسے بہت پسند کرتے تھے اور اکثر اپنے ایک دوست قاسم کے ساتھ گھڑسواری کرتے تھے۔ چوں کہ قائداعظم خود بے انتہا خود اعتمادی کے مالک تھے، اس لیے خود اعتماد سواری بہت پسند کرتے تھے۔ گردن جھکا کر جینا ان کے اُصولوں کے خلاف تھا۔

قائداعظم ڈرامے کے بھی شوقین تھے۔ وہ اپنی انتہائی مصروفیات کے دنوں میں بھی اس تفریح کے لیے وقت نکال لیتے تھے۔ لندن میں انھوں نے اسٹیج ڈراموں میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ لندن کے مشہور ''شیکسپیئر ڈرامیٹک کلب'' میں ان کو اداکاری کا پیشہ باقاعدہ طور پر اختیار کرنے کی دعوت دی گئی، مگر انھوں نے معذرت کر لی، کیوں کہ وہ ہال میں موجود چند سو انسانوں کی بجائے دنیا کے کروڑوں انسانوں کو متاثر کرنا چاہتے تھے۔

قائداعظم آپ بلیئرڈ کے کھیل میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ جن دنوں وہ بمبئی میں وکالت کرتے تھے، شام کو فارغ ہوتے تو ایک دو بلیئرڈ کلبوں میں جایا کرتے تھے۔ ان کا شمار بلیئرڈ کے اچھے کھلاڑیوں میں ہوتا تھا۔ قائداعظم نے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست سے کہا: ''سیاست اور بلیئرڈ، اس لحاظ سے ملتے جلتے ہیں کہ دونوں میں سوچ سمجھ کر اسٹروک لگانا پڑتا ہے۔''

قائداعظم بمبئی میں ہوتے یا دہلی میں، دن بھر کی مصروفیات کے بعد شام کو اپنے بنگلے کے لان میں چہل قدمی ضرور کرتے۔ دل چاہتا تو سمندر کے کنارے ہوا خوری کے لیے چلے جاتے۔ شروع میں انھیں گھوڑ دوڑ کا بھی شوق رہا۔ بعد میں دوسرے کاموں میں لگ کر اسے جاری نہ رکھ سکے۔ گھڑسواری کا شوق انھیں ہمیشہ رہا۔ وہ گولف بھی کھیلتے تھے۔ گورنر جنرل بننے کے بعد بھی گولف

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کھیلنے کا شوق رہا اور کھیلتے بھی رہے۔

قائداعظم کو مطالعے کا بے حد شوق تھا۔ کتب بینی اور اخبار بینی آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ روزانہ اخبارات کا مطالعہ کرتے۔ ایک مشہور تبصرہ نگار نے ایک مرتبہ ان کے بارے میں لکھا: ''وہ ایک ایسے لیڈر ہیں، جس کی تمام تر فراست ان معلومات پر مبنی ہے، جو انھیں روزانہ اخبارت کے وسیع مطالعے سے حاصل ہوئی ہیں۔'' قانون اور سیاست میں ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ انگلستان اور امریکا کے راہنماؤں اور مشہور لوگوں کی زندگیاں اور ان کی ولولہ انگیز تقریریں بھی آپ کے زیرِ مطالعہ رہیں۔ انھیں تاریخی، سیاسی کتب، سوانحِ حیات اور ڈراموں سے خاص لگاؤ تھا۔

قائداعظم کو مختلف زبانیں سیکھنے کا بھی بہت شوق تھا۔ انگریزی میں وہ ماہر تھے۔ اس کے باوجود اردو سے انھیں خاص لگاؤ تھا۔ اردو میں تقریر کرنا پسند کرتے تھے۔ قائداعظم کی عمر کا بیشتر حصہ سیاسی جدوجہد میں گزرا، اس لیے دوسرے تفریحی مشاغل کی طرف خاص توجہ دینے کے لیے وقت نہ مل سکا۔ انھیں قدرتی مناظر سے بھی خاصی دل چسپی تھی۔ کشمیر جاتے تو شام کے وقت شکاریوں میں جا بیٹھتے۔ سیر سے لطف اندوز ہونے کے لیے خوب صورت وادیوں میں گھومتے۔

قرآن مجید کا مطالعہ انھوں نے انگریزی زبان میں کیا۔ ہندستانی سیاسیات پر ملکی اور غیر ملکی کتابیں وہ ضرور پڑھتے۔ ۱۹۴۵ء میں ان کی توجہ اورنگ زیب کی زندگی پر مرکوز تھی۔ اسی سال مشہور مغربی شاعروں کا کلام بھی ان کے زیرِ مطالعہ رہا۔ انھیں فارغ اوقات میں سکے جمع کرنے اور اخبارات کے تراشے البم میں محفوظ کرنے کا شوق بھی تھا۔

۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ مسلم لیگ میں شامل ہوکر انھوں نے ہندو اور انگریز دونوں کو مات دے دی اور ملک کی آزادی کے لیے انھیں مجبور کر دیا۔ ۱۴- اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک آزاد ملک بن گیا۔ اسی دن انھوں نے گورنر جنرل پاکستان کے عہدے کا حلف اُٹھایا۔ ابھی یہ ملک اپنی کم زور ٹانگوں پر کھڑا ابھی نہ ہو پایا تھا کہ قائداعظم ۱۱-ستمبر ۱۹۴۸ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پانچ لاکھ

محمد محمود احمد

پورے محلے میں ایک ہی بات ہو رہی تھی کہ اللہ چاہے تو آدمی کو اسی طرح فقیر سے بادشاہ بنا دیتا ہے جیسے سڑکوں پر پتھر کوٹنے والا کرمو بادشاہ بن گیا تھا۔ اس کا ایک، دو نہیں پورے پانچ لاکھ کا انعامی بانڈ نکلا تھا۔ قصہ کچھ یوں تھا کہ شہر سے کافی دور سڑک بن رہی تھی۔ کرمو کو ٹھیکے دار سے ہفتے کی مزدوری لینی تھی۔ اتفاق سے ٹھیکے دار کے پاس نقد پیسے نہیں تھے۔ اس نے کرمو کو مجبوراً بانڈ دے دیا کہ اسے بڑی دوکان پر دے کر سودا سلف خرید لینا۔ کرمو کی بیوی زہرہ بڑی کفایت شعار عورت تھی۔ وہ کرمو سے کہنے لگی: ''تمھارے بڑے بھائی کے پاس صندوق میں بے شمار بانڈ پڑے ہیں۔ رفیق کی بیوی کے اٹیچی کیس میں آٹھ دس بانڈ تو میں نے بھی دیکھے ہیں۔ تمھارے

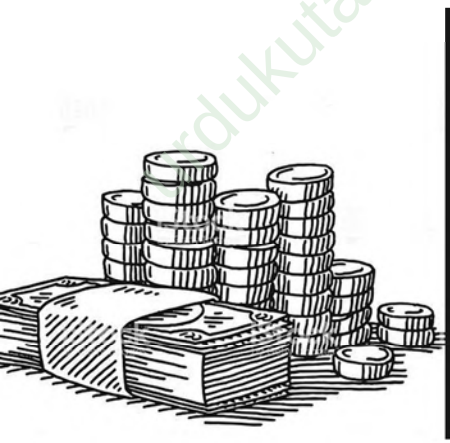

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بھائی نہ تمھیں اُدھار دیتے ہیں، نہ تمھاری مدد کرتے ہیں۔ خود دفتروں میں بابو ہیں اور تم سڑکوں پر مٹی پھانکتے ہو۔ ہم اس بانڈ کو اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے رب ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے دن پھر جائیں۔''

زہرہ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ اللہ نے واقعی ان کی دعا سن لی تھی۔ ٹھیکے دار کو جب انعام نکلنے کا علم ہوا تو اس نے کرمو سے کہا: ''تمھارے لیے تو یہ بانڈ صرف پانچ لاکھ روپے کا ہے، لیکن ہم جیسے کاروباری لوگوں کے لیے اس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ ہمارا کافی ٹیکس معاف ہو جاتا ہے۔ تم سیدھے سادے آدمی ہو۔ بینکوں میں دھکے کھانے کے بجائے تم یہ بانڈ مجھے پانچ لاکھ میں دے دو۔''

کرمو بولا: ''بسم اللہ جی! پہلا حق آپ کا ہے، آپ خرید لیں۔'' کرمو ٹھیکے دار کی کوٹھی سے پانچ لاکھ روپے کا تھیلا بھر لایا۔ دوسری صبح کیا دیکھتا ہے کہ اس کے دونوں بڑے بھائی اپنے بیوی بچوں سمیت کرمو کے گھر آئے ہوئے ہیں۔ ان سب کو دیکھتے ہی کرمو کی بیوی زہرہ بولی: ''بھائی جان! آپ اور ہمارے گھر! ہم خواب تو نہیں دیکھ رہے؟ آپ تو عید کے دن بھی ہمارے گھر نہیں آتے!''

زہرہ کی بات سن کر اس کی دیورانی کلثوم بولی: ''رہنے دو بہن! تمھی تو ہم سے ناراض رہتی ہو! لاکھ لاکھ مبارک ہو۔ اللہ نے تینوں بھائیوں کی قسمت کھول دی ہے۔ اب ہم سب ٹھاٹھ سے زندگی گزاریں گے۔''

زہرہ سے رہا نہ گیا، بولی: ''کیا؟ کیا؟ ہم سب؟ مگر آپ نے تو پچھلے پندرہ برسوں سے ہماری پانچ روپے کی مدد بھی نہیں کی تھی۔ ہمارے کسی بچے کے ہاتھ پر پانچ پیسے بھی نہیں رکھے۔ آج ہمارے پانچ لاکھ تینوں کے کیسے ہو گئے؟''

کرمو کا بڑا بھائی صدیق بولا: ''چھوڑو، چھوڑو، کیا پرانی باتیں لے بیٹھی ہو۔ بھائی کرم دین! ذرا پانچ لاکھ کی جھلکی تو دکھانا۔ دفتر کو دیر ہو رہی ہے۔''

زہرہ پھر بول اُٹھی: ''لو آج کرمو، کرم دین بھی ہو گئے۔ واہ رے پیسہ!''

''خاموش، خاموش، خاموش!'' کرمو تین دفعہ چیخا اور سب کو سانپ سونگھ گیا۔ کرمو بولا: ''دیکھو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں غریب تھا، بھوکا تھا، قرض دار تھا۔ کسی بھائی نے میری مدد نہ کی۔ وجہ کیا تھی، صرف پیسہ۔ پیسہ ہی لوگوں کو خود غرض اور کمینہ بنا دیتا ہے اور میں اپنے بھائیوں کی طرح نہیں ہونا چاہتا۔''

کرمو کی آنکھیں غصے سے لال دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے ہاتھ میں کلہاڑی اُٹھاتے ہوئے کہا: ''میں اسی گھر کے صحن میں تم سب کے سامنے پانچ لاکھ روپے جلا رہا ہوں۔ اگر کسی نے مجھے روکا یا نوٹوں کے ڈھیر سے کوئی نوٹ اُٹھایا تو کلہاڑی سے اس کا قیمہ کر دوں گا۔''

کرمو بھاگ کر کمرے سے نوٹوں کے بنڈل لے آیا۔ وہ اتنے غصے میں تھا کہ کوئی اسے پکڑنے کی جرات نہیں کر رہا تھا۔ پھر کرمو نے ان نوٹوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر انھیں آگ لگا دی اور ساتھ ہی کلہاڑی تان کر کھڑا ہو گیا۔ شور سن کر پڑوسیں دیواروں سے اور بچے باہر سے جلتے ہوئے نوٹوں کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ہر چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ اِدھر نوٹ جل گئے اور اُدھر کرمو کی بیوی دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ کرمو کے بھائی اور دوسرے لوگ بڑبڑاتے ہوئے اپنے گھروں کو چل دیے۔ کسی نے اس کی بیوی کی پروا تک نہ کی۔ کرمو کافی دیر کے بعد اپنی بیوی کو ہوش میں لا سکا۔ زہرہ نے ہوش میں آتے ہی کرمو سے منھ پھیر لیا۔ کرمو نے نہایت آہستگی سے اس کے کان میں کہا: ''اری خوش بخت! مجھے باؤلے کتے نے کاٹا ہے کہ میں پانچ لاکھ روپے جلا دوں، وہ تو بچوں کی لاٹری والے نقلی نوٹ تھے جنھیں میں پچاس روپے میں خرید کر لایا تھا۔ اب بتا، اگر وہ پچاس روپے ضائع نہ کرتا تو میرے پانچ لاکھ کیسے بچتے؟ وہ دیکھ بھورا بیگ نوٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ اچھا، اب جلدی سے خود بھی تیار ہو جاؤ، بچوں کو بھی تیار کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔''

بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ سب سے اچھی پیسٹریاں اور سال گرہ والے کیک کرم دین بیکرز سے ملتے ہیں اور کرم دین بیکرز کا مالک وہی کرمو ہے، جس کا پانچ لاکھ روپے کا انعام نکلا تھا۔ وہ اپنے سادہ، لیکن خوب صورت مکان میں بہت سکون سے زندگی گزار رہا ہے۔ اس کے خود غرض اور لالچی بھائیوں کو اس جگہ کی ہوا تک نہیں لگی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

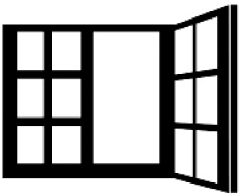

عِلم دریچے

مسلسل اور اچھا مطالعہ حصول علم کا بہترین ذریعہ ہے۔ مطالعہ کرتے ہوئے کوئی اچھی بات، کوئی اچھا قول، فکر انگیز مکالمہ، کوئی خوب صورت خیال نظر سے گزرے تو اسے اپنے علاوہ دوسروں کے لیے بھی محفوظ کر لیجئے۔ آپ جانتے ہیں ناں کہ علم کی تقسیم ہی علم کو ضرب دینے کے مترادف ہے۔ اپنی تحریر حوالہ کے ساتھ بھیجئے تاکہ اسے مستند سمجھا جائے۔

اپنی اپنی صورت

مہک اکرم، لیاقت آباد

ایک دن ابوجہل، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ تمام بنو ہاشم میں آپ کی صورت (نعوذ باللہ) بہت بُری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تُو نے سچ کہا۔''

اسی دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر ڈال کر فرمایا: ''یا رسول اللہؐ! آپ حُسن کے آسمان ہیں۔''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے بھی سچ کہا۔''

اس وقت جو صحابہ کرامؓ وہاں موجود تھے، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یارسول اللہؐ! آپ نے ابوجہل اور ابوبکرؓ دونوں کو سچا کہہ دیا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایک صاف شفاف آئینہ ہوں۔ اس میں جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی نظر آئے گا۔'' (یعنی اس آئینے میں ان دونوں نے اپنی اپنی صورت دیکھی)

چند سنتیں

عبدالرافع، کراچی

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جس طرح عمل کیا، اسے سنت کہتے ہیں۔ چند سنتیں ایسی ہیں، جن پر آپ عمل کریں گے تو ان شاء اللہ ثواب بھی ملے گا اور آپس میں محبت بھی بڑھے گی۔

۱۔ سلام میں پہل کرنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۲۔ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے ۔ جب بھی آپ اپنے دوستوں سے ملیں، سلام کرنے کے بعد اُن سے مصافحہ ضرور کریں۔

۳۔ دوسروں سے مسکرا کر ملنا بھی سنتِ رسولؐ ہے۔

۴۔ دوسروں کی دعوت قبول کرنا بھی سنت ہے۔

۵۔ ہر جائز کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

۶۔ کھانے میں عیب نہیں نکالنے چاہییں ۔ یہ سنت کے خلاف ہے۔

میرے وطن

شاعر: قتیل شفائی

پسند: اُمیمہ ابیہاریان، نارتھ کراچی

اے میرے وطن تیری فضا کتنی بھلی ہے
جنت سے بھی پیاری تری ایک ایک گلی ہے
مٹ سکتی نہیں تیرے دروبام کی رونق
تعمیر تری نور کے سانچے میں ڈھلی ہے
کیا اس کو ڈرائے گا یہ سفاک زمانے
وہ قوم جو تلوار کے سائے میں پلی ہے
جب آگ میں ڈالو اسے، بن جاتی ہے کندن
اس قوم کی ہمت ہے کہ سونے کی ڈلی ہے
ہم نکلے ہیں بن کر تیری عظمت کے محافظ
جو شخص ہے تصویرِ حسینؓ ابنِ علی ہے

نرمی سے

انعام منصور، لیاقت آباد

ایک مرتبہ آنکھوں نے زبان سے پوچھا: ''تجھ کو ہر طرف دشمن گھیرے ہوئے ہیں۔ دانتوں کی چھری ہر وقت تجھ پر تیز رہتی ہے۔ تُو اپنا بچاؤ کس طرح کرتی ہے؟''

زبان نے کہا: ''نرمی سے۔''

امانت و دیانت

محمد حسیب عباسی، پرانا سکھر

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں ایک بار بیت المال میں سیب آئے۔ آپؒ مسلمانوں کو سیب تقسیم فرما رہے تھے کہ ان کا بیٹا قریب آ گیا اور سیب اُٹھانے لگا۔ آپؒ نے سیب اُٹھانے سے روک دیا۔ بیٹے نے ماں سے جا کر شکایت کی۔ ماں کی ممتا جوش میں آئی۔ ماں نے بیٹے کے لیے بازار سے سیب منگوا دیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز گھر آئے تو سیب کی خوشبو محسوس کی۔ آپؒ نے پوچھا: ''سرکاری سیب تو نہیں آئے؟''

اہلیہ نے پورا واقعہ بتا دیا۔ اس پر آپؒ کہنے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لگے: ''اللہ کی قسم میں نے اس کے منہ سے نہیں اپنے دل سے چھینا تھا۔ مجھے پسند نہ تھا کہ مسلمانوں کا حق مارنے کے سبب خود کو اللہ کے حضور برباد کروں۔''

شخصیت پرستی

علینہ سلیم، رحیم یار خان

مسلم لیگ بمبئی کے چند ارکان قائداعظم کو کسی جلسے کی دعوت دینے گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے مصافحہ کرتے ہوئے ان کا ہاتھ چوم لیا۔ قائداعظم نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور کہا: ''لوگوں کو چاہیے کہ مجھے عام آدمی تصور کریں۔ اس طرح کی حرکتوں سے قوموں کو غلط طریقوں سے سر جھکانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اسی کو شخصیت پرستی کہتے ہیں۔ یہ مرض بہت مہلک ہوتا ہے۔''

کمپیوٹر

شاعرہ: ثروت سلطانہ ثروت

پسند: سعد محمود، حیدر آباد

آیا ہے کمپیوٹر کا دور
وقت نے رنگ دکھائے اور
لمحے بھر میں آئے ہاتھ
بھولی بسری معلومات
دور جو کوئی بیٹھا ہے
سامنے اب وہی بیٹھا ہے
حیرت کی ایجاد ہے یہ
سائنسی استاد ہے یہ
دل اب کمپیوٹر سے لگاؤ
اپنے کام آسان بناؤ
سب نے ہی اس کو مانا
تم پیچھے مت رہ جانا

اقوالِ زریں

ایمن فاطمہ، پتا نامعلوم

☆ بھول جاؤ انھیں، جنھیں معاف نہیں کر سکتے اور معاف کر دو انھیں، جنھیں بھول نہیں سکتے۔

☆ جیسے ہو ویسے ہی دکھائی دو یا پھر جیسے نظر آتے ہو ویسے ہی بن جاؤ۔

☆ جو پسند ہے اسے حاصل کر لو یا پھر جو حاصل ہے اسے پسند کر لو۔

مقناطیس کیا ہوتا ہے؟

شاہ زیب اعجاز پھُل، پھُل شہر

مقناطیس میں ایک طرح کی برقی قوت ہوتی ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور یہی قوت لوہے، فولاد، نکل وغیرہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مقناطیس سب سے پہلے یونان میں مقنیشیا کے مقام پر دریافت کیا گیا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام مقناطیس پڑ گیا۔ مقناطیس کے لمبے ٹکڑے میں جسے ''بارمیگنٹ'' کہا جاتا ہے۔ قوتِ کشش دونوں کناروں پر ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک کو شمالی کنارہ اور دوسرے کو جنوبی کنارہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں۔ اگر مقناطیس کا شمالی کنارہ دوسرے مقناطیس کے جنوبی کنارے کے پاس رکھے جائیں تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ جائیں گے، لیکن اگر دو شمالی کنارے ایک دوسرے کے پاس رکھے جائیں تو وہ ایک دوسرے سے دور ہٹ جائیں گے۔ ہماری زمین بھی مقناطیسی قوت رکھتی ہے۔ اگر ایک سیدھے لمبے مقناطیس کے بیچ میں دھاگا باندھ کر اسے اُٹھایا جائے تو مقناطیس کا شمالی کنارہ زمین کی شمالی سمت اور جنوبی کنارہ زمین کی جنوبی سمت گھوم جائے گا۔ قطب نما میں بھی یہی اُصول کام کرتا ہے۔

مالکن اور نوکرانی

رشنا جمال الدین شیخ، کراچی

ایک امیر بیوہ بہت مہربان اور ملنسار تھی۔ خاص و عام سبھی سے اچھا سلوک کرتی تھی۔ ایک دن بیوہ کی نوکرانی نے سوچا کہ میری مالکن سبھی سے اچھا سلوک کرتی ہے۔ وہ فطری طور پر اچھی ہے یا ماحول نے اسے اچھا بنا دیا ہے۔ یہ جاننا چاہیے!

اگلے دن نوکرانی خاصی دیر سے سو کر اُٹھی مالکن بہت ناراض تھی اور اس نے نوکرانی کو ڈانٹا تو وہ بولی: ''اگر میں ایک دن سست ہوگئی تو آپ کو بے صبر نہیں ہونا چاہیے۔'' مالکن خاموش ہوگئی۔

دوسرے دن پھر نوکرانی دیر سے اُٹھی۔ اب مالکن کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے لڑکی کو پیٹ ڈالا۔

کئی انسان مالکن کی طرح ہوتے ہیں وہ جب تک اپنے ماحول سے مطمئن رہیں، مہربان منکسر مزاج اور پُرسکون رہتے ہیں، لیکن کوئی خلافِ مزاج بات ہوجائے تو غصے میں آجاتے ہیں۔ اچھا انسان وہی ہے جو ناخوشگوار لمحوں میں بھی پُرسکون رہے اور اپنے مزاج کو قابو میں رکھے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اَن دیکھی رَو

مسعود احمد برکاتی

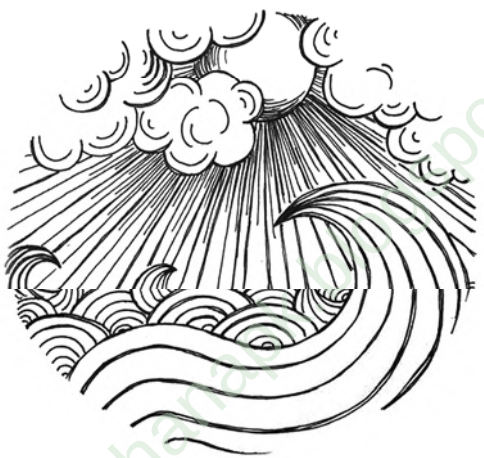

جب دو آدمی ملتے ہیں۔ سلام دعا ہوتی ہے۔ ہاتھ ملاتے ہیں۔ گلے لگتے ہیں تو اُن میں محبت، خوشی اور خلوص کی ایک رَو پیدا ہوتی ہے۔ دراصل یہی رَو اُن کو پاس لائی تھی۔ اسی رَو نے اُن کو ملایا۔ اسی رَو نے ان کو خوش کیا۔ ان میں اُنس پیدا کیا۔ دراصل یہی رَو ان کے چہروں پر شادابی اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لائی۔ جب وہ جُدا ہونے لگے تو دوبارہ ملنے کی خواہش بھی اسی رَو نے پیدا کی۔ ایک سے دو آدمی ہوئے تو ایک ادارہ بن گیا۔ یہی ادارہ پھیلا تو معاشرہ بن گیا۔ معاشرے میں جتنے لوگ بھی ہوں، وہ ایک اَن کہے وعدے یا معاہدے کی بنیاد پر متحد ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لین دین کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے مہمان بنتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے رشتے جوڑتے ہیں، مگر یہ سب کیسے ہوتا ہے! یہ سب اسی اَن دیکھی رَو کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہی رَو ان کے درمیان دوڑتی رہتی ہے۔ یہی رَو اُن کو کھینچتی رہتی ہے۔ جب وہ دور ہو جاتے ہیں تو یہی رَو اُن کو پھر ملاتی ہے۔

کوئی عمارت بنانی ہو تو اس کے لیے مٹی، پتھر، اینٹ، چونا، سیمنٹ، ریت اور مختلف قسم کے مسالے اور سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاشرہ بھی ایک عمارت ہے۔ اس عمارت کے لیے اعتبار، اعتماد، انصاف، احترام، ایثار، ایمان داری، ہمدردی، تعاون، سچائی اور خوش مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے بغیر کوئی دو آدمی بھی مل کر نہیں رہ سکتے۔ جب دو آدمی نہیں رہ سکتے تو ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں آدمی کیسے رہیں گے۔ اگر آپ کسی پر اعتبار نہیں کر سکتے اور وہ بھی آپ پر اعتماد نہیں کر سکتا تو لین دین کیسے ہوگا۔

ایک آدمی دوسرے کی عزت نہیں کرے گا تو دوسرا بھی اس کی عزت نہیں کرے گا۔ بے عزت آدمی کیا کام کر سکتے ہیں۔ اگر انصاف نہ ہو تو انسان بد دل ہو جاتا ہے۔ بد دل آدمی بھی کام نہیں کر پاتا۔ جب کسی بات کے سچ ہونے کا یقین نہ ہو تو اطمینان کیسے حاصل ہو۔ جب دو آدمی آپس میں خوش ہو کر نہ ملیں تو زندگی کا کیا مزہ اور اس طرح آہستہ آہستہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے بدظن اور بدگمان ہونے لگتے ہیں اور معاشرہ بکھرنے لگتا ہے۔ امن، راحت، خوشی اور خوش حالی نہیں رہتی۔ اس لیے انسان کی بھلائی کے لیے اچھا معاشرہ ضروری ہے اور اعتبار، اعتماد، انصاف، احترام، ایثار، ایمان داری، ہمدردی، تعاون، سچائی اور خوش مزاجی کے بغیر معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ ان سب چیزوں کے بجائے اگر ہم صرف ایک لفظ کہنا چاہیں تو وہ ہے ''اخلاق'' اور یہی وہ اَن دیکھی رَو ہے جو انسان کے ہر کام میں جاری و ساری رہنی چاہیے۔ جن کاموں میں یہ اَن دیکھی رَو نہ ہو تو اُن کاموں کو انسان کی بھلائی کے کام نہیں کہا جا سکتا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شین شرارت

طنز و مزاح کے اس سلسلے میں لطائف، مزاحیہ واقعات، مزاحیہ اشعار، دلچسپ کارٹون یا تصاویر بھی بھجوائی جاسکتی ہیں

کھلاڑی ریس میں دوڑ رہے تھے۔ ریس دیکھتے ہوئے ایک دیہاتی نے پاس کھڑے ہوئے آدمی سے پوچھا: ''کون جیتے گا؟''

''سب سے آگے والا۔'' آدمی نے جواب دیا۔

دیہاتی نے کہا: ''پھر پیچھے والے کیوں بھاگ رہے ہیں؟''

ایمن فاطمہ محمد شاہد، میر پور خاص

ڈاکٹر نے نسخہ لکھتے ہوئے مریض کو یقین دلایا: ''اب وہ فوراً ٹھیک ہوجائے گا۔''

ڈاکٹر نے غلط نہیں کہا تھا۔ میڈیکل اسٹور سے نسخے کی قیمت معلوم کرتے ہی مریض فوراً ٹھیک ہوگیا۔

عبدالرافع، لیاقت آباد

دو کاروباری حضرات گفتگو کر رہے تھے۔ ایک نے کہا: ''تمھیں معلوم ہے کہ اشتہار کا نتیجہ کتنی جلدی ظاہر ہوجاتا ہے۔''

دوسرے نے جواب دیا: ''ہاں، معلوم ہے۔ پرسوں میں نے گھر کے لیے چوکیدار کا اشتہار دیا تھا، کل ہمارے ہاں چوری ہوگئی۔''

خدیجہ صمد، دنگیر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''ش'' اردو ابجد کا انیسواں حروف ہے جو اپنی ''شرارت'' اور ''شوخی'' کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ ''شہنشاہ'' کی طرح ''شان و شوکت'' سے ''شیش محل'' میں رہتا ہے۔ ''شریر'' ہونے کے باوجود یہ انتہائی ''شریف''، ''شفیق'' اور ''شرمیلا'' بھی ہے۔ ''شطرنج'' کا ''شائق'' ہے۔ ''شاعری'' سے اس کو ''شغف'' ہے۔ مزاج میں ''شگفتگی'' اور ''شادابی'' کی وجہ سے ''شہر'' میں اس کے ''شناساؤں'' اور ''شیدائیوں'' کا ''شمار'' مشکل ہے۔ ''شمشیر زنی'' میں ماہر۔ ''شیر'' کی طرح نڈر ہونے کے باوجود یہ پھول کی طرح ''شاداب'' ہے۔ ''شیریں'' زبان اور ''شکیل'' ۔ ''شکل و شباہت'' کے باوجود کبھی کبھی اس کی شیطانیت اور ''شرانگیزی'' سے لوگ ''ششدر'' رہ جاتے ہیں اور ''شک و شباہت'' کے ساتھ ''شش و پنج'' میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حریم خان، الحمرا

بیوی: ''آٹا کہاں سے لائے تھے؟''
شوہر: ''کیوں؟ کیا ہوا؟''
بیوی: ''ساری روٹیاں جل گئیں۔''

تسبیحہ شکیل احمد، سانگھڑ

فائرنگ کے دوران ایک شخص ماتھے پر گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ لاش گھر پہنچی تو رشتے داروں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں سے ایک بڑی بی نے کہا: ''بڑی خیر ہوئی، آنکھ بال بال بچ گئی۔''

آمینہ کونین، بلدیہ ٹاؤن

ماں: ''اگر تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرو گے تو میں تمھیں سخت سزا دوں گی۔''

بیٹا: ''کون سی سزا دیں گی؟''

ماں: ''میں تمھیں کرکٹ کا کھلاڑی بنا دوں گی پھر تم ساری عمر دھوپ میں جلتے رہو گے۔''

حافظ محمد اسلم، کراچی

ماں اپنے بیٹے سے: ''تُو اپنے بال کیوں نہیں کٹواتا؟''

بیٹا: ''ماں! لمبے بال رکھنا فیشن ہے۔''

ماں: ''وہ تو ٹھیک ہے پر لوگ تیری بہن کو دیکھنے آتے اور تجھے پسند کر کے چلے جاتے ہیں۔''

جویریہ فاطمہ، حیدرآباد

اکبر الٰہ آبادی نے ایک دفعہ شاعری کے بڑھتے ہوئے شوق کو دیکھ کر کہا:

بڑھ رہا قوم کے بچوں میں شوقِ شاعری
جس طرح سے شاعری ہر فرد پر اک فرض ہو
رہی یہی حالت تو مولود پیدائش کے بعد
سانس لیتے ہی پکارے گا، مطلع عرض ہے۔

ایمن شاہد، میرپور خاص

عورت اپنے شوہر کی قبر پر روتے ہوئے بولی: ''چھوٹا بیٹا اسکول کے نئے جوتے مانگ رہا ہے۔ بیٹی نے موبائل فون کی فرمائش کر دی ہے۔ خود میرے اپنے کپڑے پرانے ہو گئے ہیں، کیا کروں میں؟''

قبر سے گھٹی گھٹی آواز آئی: ''میں مر گیا ہوں، سعودیہ نہیں گیا ہوں۔''

اُمِ ابیہا شکیل احمد، سانگھڑ

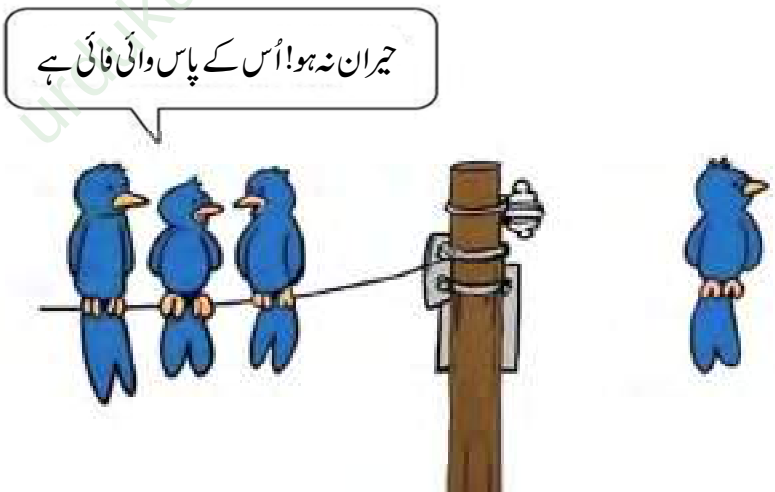

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرکٹ ٹیسٹ میچ ہو رہا تھا۔ اسٹیڈیم کے گیٹ پر ایک لڑکا پاس دکھا کر اندر جانے لگا تو گیٹ کیپر نے کہا: ''یہ تمھارا پاس تو نہیں ہے۔''

''یہ میرے والد کا ہے۔'' لڑکے نے جواب دیا۔

''وہ کیوں نہیں آئے؟'' پوچھا گیا۔

''وہ مصروف ہیں۔'' لڑکا بولا۔

''کیا کر رہے ہیں وہ؟'' گیٹ کیپر نے پوچھا۔

''اپنا پاس تلاش کر رہے ہیں۔'' لڑکے نے جواب دیا۔

سیدہ ماہم، کراچی

ایک لندن پلٹ صاحب سے پوچھا گیا کہ صاحب آپ لندن میں کیا کرتے تھے؟

موصوف نے جواب دیا کہ میں وہاں ریسرچ افسر تھا۔ سوال کرنے والا شخص بہت حیران ہوا اور بولا: ''آپ تعلیم یافتہ تو نہیں ہیں۔ آپ وہاں ریسرچ افسر کیسے ہو گئے؟''

وہ صاحب بولے: ''میں دراصل آلوؤں پر ریسرچ کرتا تھا۔''

اس شخص نے پھر پوچھا کہ جناب وہ کیسے؟ آلوؤں پر ریسرچ کرنے کے لیے تو ایگریکلچرل ڈگری کا ہونا ضروری ہے۔

یہ سن کر لندن پلٹ صاحب نے جواب دیا:

''بات یہ ہے کہ وہاں پر سبزی کی ایک دکان تھی اور میں وہاں بڑے آلو چھانٹ چھانٹ کر ایک ٹوکری میں اور چھوٹے آلو دوسری ٹوکری میں رکھا کرتا تھا۔''

اریبہ افروز، نارتھ ناظم آباد

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پانی کا قطرہ

تنویر انجم

سردی سے جم کر
ٹھہرا ہوا تھا
گرمی سے پگھلا
چوٹی سے پھسلا
دریا میں اُترا
دیکھو رے دیکھو
بہتا ہے پانی
چلتا ہے پانی
دریا میں بہتا
پانی کا قطرہ
آیا سمندر
کے زیرو بم میں
سورج نے آ کے
قطرے کو پکڑا
بادل میں رکھا
بادل میں رکھ کر
بارش بنایا
بارش کا دھارا
ہم پہ جو برسا
کیا لطف آیا
جگ مسکرایا

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Press Ad

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہیرا پھیری

عشرت جہاں

چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ یہ مثل بابر بھائی پر صادق آتی تھی۔ کہیں بیٹھے ہوں عادت سے مجبور ہو کر کچھ نہ کچھ اُٹھا ضرور لیتے تھے۔ محلے کے ایک درزی کے پاس بیٹھنے لگے تو بٹن دھاگے اور سوئیاں غائب کرنا شروع کر دیں۔ گھر لا لا کر جمع کرنے لگے۔ انور درزی کو پتا چلا تو پرانی تعلق داری کا لحاظ کرتے ہوئے کہا تو کچھ نہیں، لیکن دوکان سے فارغ کر دیا۔ پھر کسی کارخانے میں کام کرنے لگے، چند دن محتاط رہے۔

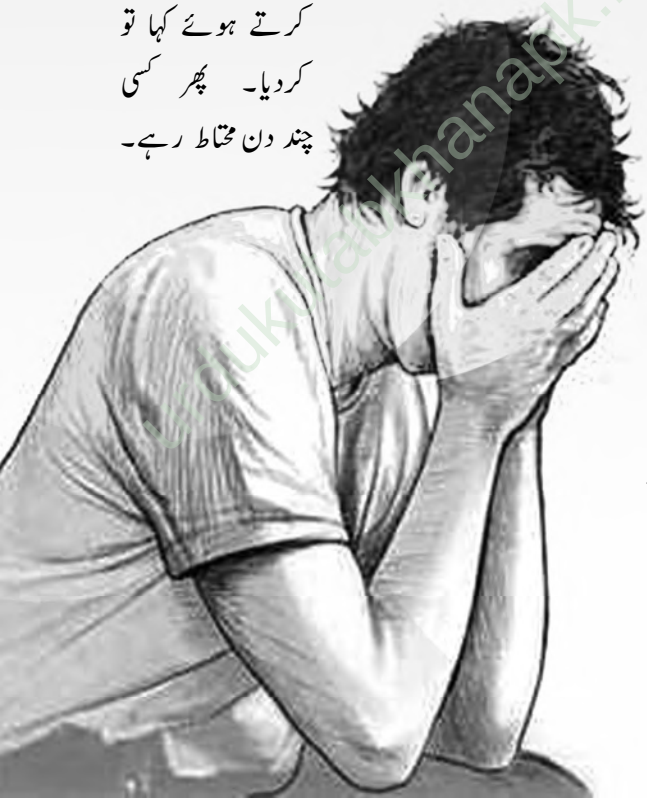

خود کو بہ مشکل تمام روکے رکھا، مگر بل آخر ہاتھ کی صفائی دکھانے لگے۔ پہلے کپڑوں کے چھوٹے ٹکڑے پھر بڑے ٹکڑوں پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ بیوی نے ہر چند منع کیا: ”کیوں نیک کمائی کو خراب کرنے کے کام کر رہے ہو؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اچھی بھلی روزی سے جاؤ گے، مالکوں کو پتا چلا تو نکالنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔'' بیوی نے بارہا سمجھایا۔

''امیر کبیر سیٹھ لوگ ہیں، یہ لوگ چھوٹے دل کے نہیں ہوتے بھلا انھیں معمولی باتوں کی کیا پروا، یوں بھی چھوٹے موٹے کپڑوں سے کیا بنتا ہے بھلا؟'' وہ لاپرواہی سے بولے۔

''اگر کچھ نہیں بنتا تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے یہ حرکتیں۔'' بیوی زور سے بولی۔

ان سے جواب نہ بن پڑا تو باہر کی راہ لی اور پھر ایسا ہی ہوا کہ ایک دن فیکٹری سے بھی نکال دیے گئے۔ کئی دن بے روزگار پھرتے رہے۔ آخر دور پار کے ایک رشتے دار کو رحم آیا اور کسی کینٹین میں کام پر لگوا دیا۔ بابر بھائی قصہ گوئی میں ماہر تھے۔ سب کا دل لگائے رکھتے خود ان کا بھی اس کام میں دل لگ گیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شام میں جو کھانا بچ جاتا اکرم بھائی تمام ملازمین میں برابر تقسیم کر دیتے۔ کسی دن بریانی، کبھی پائے نہاری تو کبھی قورمہ۔ کسی دن کھانا زیادہ مل جاتا تو کسی دن کم۔ چند دن تو بابر بھائی قناعت پر قائم رہے، لیکن کب تک؟ کہتے ہیں کہ انسان شکل بھی بدل سکتا ہے، مگر عادت نہیں۔ چوری اور ہیرا پھیری کی بُری لَت انھیں اس طرح چمٹ چکی تھی کہ اسے وہ غلط بات سمجھتے ہی نہیں تھے۔ جب کھانا بن کر تیار ہو جاتا تو وہ اپنے لیے پہلے سے ہی نکال کر ایک طرف رکھنے لگے۔ اب چاہے کم ہو یا زیادہ ان کی بلا سے۔ انھیں تو اپنے حصے سے غرض تھی۔ آہستہ آہستہ گھی مرچ مسالحوں میں بھی ڈنڈی مارنے لگے۔

اکرم بھائی کو پہلے تو شک ہوا۔ بہ نظر غائر انھوں نے سب کا جائزہ لیا اور آخر کار بابر بھائی پر ان کا یقین پختہ ہو گیا۔ یہاں بھی لحاظ، مروت آڑے آیا، اکرم بھائی چاہتے تو رنگے ہاتھوں پکڑ کر ذلیل کر سکتے تھے، لیکن انھیں سبق سکھانے کے لیے انھوں نے انوکھا طریقہ اختیار کیا۔

''ہاں بھئی، عمران بیٹا! بابر بھائی کے لیے ذرا گرما گرم بریانی تو لے آؤ۔'' بابر بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انھوں نے قریب بٹھا لیا۔

''حمزہ بیٹا! سلاد اور رائتہ بھی لے آؤ۔'' بابر بھائی حیران حیران سے بیٹھے تھے۔ اگرچہ اکرم بھائی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کا روّیہ تمام ملازمین کے ساتھ اچھا تھا، لیکن آج وہ ان پر خصوصی مہربان تھے۔ ایک پلیٹ بریانی انھوں نے اکرم بھائی کے اصرار پر جھجکتے جھجکتے ختم کی، پلیٹ صاف کر کے رکھ ہی رہے تھے کہ دوسری پلیٹ سامنے دھر دی۔

''بابر صاحب! اور کھائیں۔'' اکرم بھائی نے خوش دلی سے کہا۔

''الحمدللہ، پیٹ بھر گیا ہے اکرم بھائی!'' بابر بھائی نے پیٹ پر ہاتھ مار کر ڈکار لی۔

''نہیں جناب! یہ کھانا تو آپ کو کھانا ہی پڑے گا۔ اس پر آپ ہی کا نام لکھا ہے۔'' اکرم بھائی کے انداز پر وہ چونکے۔ دوسری پلیٹ بڑی مشکل سے ختم کی جو مقدار میں بھی زیادہ تھی۔ لڑکے کن انکھیوں سے بابر بھائی کو دیکھ رہے تھے۔

''پانی۔'' انھوں نے پانی مانگا۔

''پانی نہیں آج صرف کھانا ملے گا۔'' اکرم بھائی کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔ عمران تیسری پلیٹ لیے سر پر کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شرارت ناچ رہی تھی۔

''نن.....نہیں.....اکرم بھائی! اب گنجائش نہیں ہے۔'' بابر بھائی ہکلائے۔

''آپ کو کھانا پڑے گا بابر بھائی!'' اکرم بھائی نے دیدے گھمائے۔

''خدا قسم صرف ایک پلیٹ کی گنجائش تھی آپ کے کہنے پر دوسری بھی کھا چکا، مگر اب.....'' دھان پان سے بابر بھائی رو دینے کو تھے۔

''اللہ کے بندے! جب انسان کی ضرورت محدود ہے وہ لالچ کیوں کرتا ہے۔ کیوں اپنا اعتبار ختم کرتا ہے۔'' اکرم بھائی تیزی سے بولے۔

''میری توبہ۔ مجھے معاف کر دیں اکرم بھائی!'' انھوں نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے، اگر آئندہ ایسی حرکت کروں تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔''

ان کی بات سن کر لڑکے ہنسنے لگے۔ ان کے انداز پر اکرم بھائی بھی مسکرا دیے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نونہال مصوّر

رُبا ندیم، کراچی

سلمان یوسف سمیجہ، علی پور

عودان خان، میر پور خاص

مصور ریاض، کراچی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مدحت فاطمہ امتیاز، کراچی

شیخ محمد معاویہ، کراچی

محمد ایان خان، میر پور خاص

طوبیٰ فاروق حسین شیخ، شکار پور

جویریہ، کوڑی

ارسلان، کوڑی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Press Ad

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مرے قائداعظم

شمس القمر عاکفؔ

من کا اُجلا ، وفا کا پیکر تھا
علم کے نور سے منور تھا
وہ عمل میں سبھی سے بڑھ کر تھا
ایک منزل شناس رہبر تھا
میرے قائد سا اور کوئی نہیں
میرے قائد سا اور کوئی نہیں

جو بھی کہتا تھا ، کر دکھاتا تھا
قول کو وہ عمل بناتا تھا
ہر رکاوٹ کو توڑ جاتا تھا
ہر مصیبت کا حل بتاتا تھا
میرے قائد سا اور کوئی نہیں
میرے قائد سا اور کوئی نہیں

اب بھی دنیا مثال ڈھونڈتی ہے
خلق وہ باکمال ڈھونڈتی ہے
رب سے کرکے سوال، ڈھونڈتی ہے
ہوگئے کتنے سال ، ڈھونڈتی ہے
میرے قائد سا اور کوئی نہیں
میرے قائد سا اور کوئی نہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تخلیق ہے یا اختراع - جو بھی ہے کمال ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سلیم مغل

سان فرانسسکو کا ایک یادگار دن

اسٹیو جابز کے نام

میں اسٹیون پال جابز کے آبائی شہر سان فرانسسکو میں موجود ہوں۔ اس کا اپنا قصبہ Palo Alto یہاں سے کوئی ۴۵ منٹ کے فاصلے پہ ہے۔ میں اسٹیو کے گوٹھ تک تو نہ جا سکا البتہ میں نے جابز کے معروف ادارے ایپل کمپیوٹرز تک ضرور رسائی حاصل کر لی۔ اس ادارے کی خوب صورت دائرہ نما عمارت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ Cupertino نامی یہ جگہ سان فرانسسکو سے کچھ ہی دور واقع ہے۔ میں اسٹیو وجابز کو خراج تحسین پیش کرنے یہاں آیا ہوں۔ اس شخص سے اظہار

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عقیدت کرنا چاہتا ہوں جس کی زندگی تخلیق، اختراع اور ایجادات کے حوالے سے جدوجہد کرتے ہوئے گذری اور اس جدوجہد کے نتیجے میں عظیم الشان کامیابیوں نے اس کے قدم چومے۔ کمال شخص تھا جس کی ثمر بار کوششوں نے آئی ٹی کے میدانوں میں حیرتوں کے نئے در کھول دیئے۔

امریکن انٹر پرنوئیر (کاروباری)، ایپل کمپیوٹرز کا چیئر مین اور چیف ایگزیکیٹو، دنیا کی سب سے بڑی اینی میشن کمپنی Pixer کا CEO، صنعت کار، سرمایہ دار، ڈیزائنر۔

اسٹیو جابز نے نہ صرف ایپل کمپیوٹرز کے حوالے سے غیر معمولی شہرت پائی بلکہ آئی فون کے حوالے سے بھی دنیا بھر میں اپنے نام اور کام کی دھاک بٹھائی۔ اسٹیو جابز کے عالمی برانڈ ایپل کو پرابلم فری کمپیوٹر سسٹم کہا جاتا ہے اور کچھ ایسا غلط بھی نہیں کہا جاتا۔ وائرس اور ہینگ ہونے کے دکھ درد سے بالکل آزاد، نہایت پائیدار، بہت خوب صورت اور قابل اعتماد سسٹم جسے پیشہ ورانہ کاموں کے لیے دنیا کا سب سے بہترین کمپیوٹر قرار دیا گیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اسٹیو جابز کے ادارے پکسر کی بنائی ہوئی تین عالمی شہرت ہافتہ اینی میشن فلمیں

ایپل دیکھتے ہی دیکھتے پہلے امریکہ اور پھر دنیا بھر میں سماجی مرتبے کی علامت بن گیا اور صورت حال یہاں تک جا پہنچی کہ دنیا کے تمام بڑے تجارتی اداروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کا کاروبار ایپل کے بغیر مکمل سمجھا جاتا ہو۔

ایسی ہی کچھ صورت آئی فون کی بھی تھی۔ جنوری 2007 میں جب ماسکون سینٹر میں کھڑے ہوئے پال جابز نے میڈیا اور آئی ٹی پروفیشنلز کو بتایا کہ اب آپ کو انٹرنیٹ کا مکمل استعمال اس ایک فون کے اندر ملے گا اور اس کا ٹچ سسٹم آپ کو حیران کر دے گا۔ سمارٹ فون کے بارے میں سن کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے مگر سب کو یقین تھا کہ یہ شخص جو کہہ رہا ہے وہ غلط نہ ہوگا۔ اس کا کہا ہوا سچ ثابت ہوا اور یوں ایپل کے چرچے ایک بار پھر زبانوں پر عام ہو گئے۔

محدود مدت میں ایپل آئی فون کمپنی امریکہ کی بڑی کمپنیوں کے برابر آ کھڑی ہوئی۔ ایپل کے کمپیوٹرز ہوں یا آئی فون اپنی کارکردگی، پائیداری اور ظاہری و باطنی خوب صورتی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا شاید اسی لیے ایپل سماجی مرتبے کی علامت بن گیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اسٹیو جابز بہ یک وقت موجد بھی تھا، ڈیزائنر بھی، کمپنی کا شریک بانی بھی اور چیف ایگزیکیٹو بھی۔ اپنی شخصیت کے حوالے سے نہایت مست ملنگ، اس کی شان بے نیازی کو اس کے لباس کی سادگی سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہلکی پھلکی سیاہ رنگ کی شرٹ اور ایک جینز کی پینٹ اس کے تن پہ رہتی جبکہ ایسا ہی ایک جوڑا اس کے وارڈ روب میں لٹکا رہتا۔ زندگی کو مقصد بنانے والے اور اپنے مقصد سے عشق کرنے والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اپنی ذات سے بے نیاز اور ہمیشہ دوسروں کے لیے فکر مند۔

آپ اسٹیو جابز کے بارے میں پڑھیں گے تو آپ پر حیرتوں کے در کھلتے چلے جائیں گے۔ گودلیا ہوا یہ بچہ جب بڑا ہوا تو تعلیم کے حوالے سے اس کا رویّہ کافی غیر سنجیدہ تھا۔ اپنے کالج اکثر نہ جاتا ،صرف پسندیدہ کلاسیں لیا کرتا۔ غالباً بہت جلد اپنے اساتذہ کو اپنے معیار کی کسوٹی پہ پرکھ لیتا یا پھر پسندیدہ مضامین ہی میں دلچسپی لیتا۔ بل آخر ۱۸ ماہ بعد کالج بھی چھوڑ دیا۔

اپنی کمپنی کو کامیابی سے چلایا مگر خود اپنی ہی کمپنی سے نکال بھی دیا گیا۔ پھر جب کمپنی کا دیوالیہ ہونے لگا تو بورڈ نے اس کی منت سماجت کی اور اسے واپس بلا لیا۔ واپس آیا تو کمپنی ایک بار پھر اوپر کی جانب اٹھنے لگی۔ کیا آپ کو یقین آئے گا کہ اتنا کامیاب شخص کیسا ضدی اور غصیلہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے طرز عمل کی وجہ سے اکثر ملازمین اس کی کمپنی کو چھوڑ کر بھاگ جاتے مگر اس کا ادارہ کامیابی کی جانب گامزن رہتا۔

۱۹۹۳ میں اسے امریکہ کا taughest boss قرار دیا گیا یعنی مشکل ترین سیٹھ۔ یوں بھی کامیاب لوگوں کی کوئی ایک کل تو ٹیڑھی ہوتی ہی ہے۔

نونہال قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ دنیا کی مشہور اینی میشن فلمیں Toy story، Nemo اور A Bug's life اسٹیو جابز کی کمپنی Pixer میں بنیں اور اسٹیو جابز کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نگرانی میں بنیں۔ان فلموں نے بچوں کی دنیا میں دھوم مچادی۔

اسٹیو جابز خوب صورتی کا دل دادہ تھا۔اپنی بنائی ہوئی ہر چیز خوب صورت بلکہ خوب صورت ترین دیکھنا چاہتا تھا۔خوب صورتی کے جنون کا اندازہ کیجیے کہ جب بستر مرگ پہ ہسپتال کی جانب سے اسے گیس ماسک دیا گیا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ یہ خوب صورت نہیں ہے۔اس کے بعد اسے پانچ آکسیجن ماسک دیے گئے، اسے کوئی پسند نہ آیا۔مرتا مر گیا مگر ظالم نے حسن کے معیار پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا۔جان دیتے ہوئے تین بار ایک ہی آواز نکالی اور چلا گیا۔

oh wooo oh woo oh wooo

کیسے ممکن تھا کہ میں سان فرانسسکو جاؤں اور اسٹیو جابز کے آستانے پہ سلامی نہ دوں۔میرے لیے تو اسٹیو جابز پیرومرشد کا درجہ رکھتا ہے۔وہ سب لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دماغ کو استعمال میں لاتے ہیں، دنیاؤں کو تسخیر کرتے ہیں اور دوسروں کی زندگی میں آسانیاں لانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، وہ یقیناً میرے لیے قابل احترام ہیں۔امریکہ میں چادر چڑھانے کا رواج نہیں ورنہ اسٹیو جابز کے لیے میں یہ بھی کر گذرتا۔میں نے رمیصا کے ساتھ اچھا خاصہ وقت ایپل کی عمارت میں گذارا۔اس کی تصویر کو دیر تک عقیدت اور محبت سے دیکھا، نگاہوں نگاہوں میں بہت سی باتیں بھی کیں اور اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کر کے چلا آیا۔

اسٹیون پال جابز اور میں چند دنوں کے فرق کے ساتھ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے مگر پال جابز آئی ٹی کی دنیا میں چوکے چھکے لگاتا ہوا اور نئے ستاروں پر کمندیں ڈالتا ہوا ۵۶ سال کی عمر میں چلا بھی گیا۔ادھر ہم ہیں کہ ابھی تک کوئی رن بنائے بغیر کریز پہ کھڑے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شائد اب بھی کوئی کمزور بال ہمیں کھیلنے کو مل جائیگی۔

اے کاش کوئی نوجوان، کوئی سرپھرا، کوئی مجنوں اس مٹی سے بھی اُٹھے اور سائنس و ایجادات کے نئے اُفق کو تلاش کرے، نئے آسمانوں کو تسخیر کرے۔اے کاش ایسا ہو سکے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نونہال مشاعرہ

موضوع: ''روشنی''

''روشنی'' کے موضوع پر ملنے والے اشعار سے اندازہ ہوا کہ ہمارے نونہال کتنا اچھا ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر زیادہ اشعار موصول ہوئے، اس لیے اس ماہ بھی یہی موضوع برقرار رہا، البتہ جنوری کے لیے نیا موضوع ہوگا ''یاد''۔

(ادارہ)

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

شاعر: علامہ اقبال (فاطمہ توقیر، کراچی۔ معزہ زاہد، لاہور۔ رقیہ محمد عقیل شاہ، کراچی۔ سعد محمود، جگہ نامعلوم)

وہ آئے بزم میں، اتنا تو برق نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

شاعر: مہاراج بہادر برق (شائلہ ذی شان، ملیر)

پروانہ اک پتنگا، جگنو بھی ایک پتنگا
وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی کا سراپا

شاعر: علامہ اقبال (عبداللہ بھٹی، حیدرآباد)

میں اپنے آپ کو سلگا رہا ہوں اس توقع پر
کبھی تو آگ بھڑکے گی، کبھی تو روشنی ہوگی

شاعر: خمار بارہ بنکوی (مشعل بن عدنان، حیدرآباد)

جگنو کی روشنی سے بھی کیا کیا بھڑک اُٹھی
اس شہر کی فضا کہ چراغ آشنا نہ تھی

شاعر: احمد فراز (محمد عاشر خان، حیدرآباد)

کہیں کوئی چراغ جلتا ہے
کچھ نہ کچھ روشنی رہے گی ابھی

شاعر: ابرار احمد (عمیرہ صابر، کراچی)

بڑے خلوص سے مانگی تھی روشنی کی دعا
بڑھا کچھ اور اندھیرا چراغ جلنے سے

شاعر: نامعلوم (عبدالرحمٰن عارف، لانڈھی)

جلے تو ہیں شمع کی مانند مگر یہ کیا کم ہے
بڑھی ہے روشنی محفلِ وطن ہم سے

شاعر: زکی کیفی (تماضر ساجد، صادق آباد)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ مشہور ادیب، نقاد، کالم نگار کون ہے؟

نام بوجھیے

سلیم فرخی

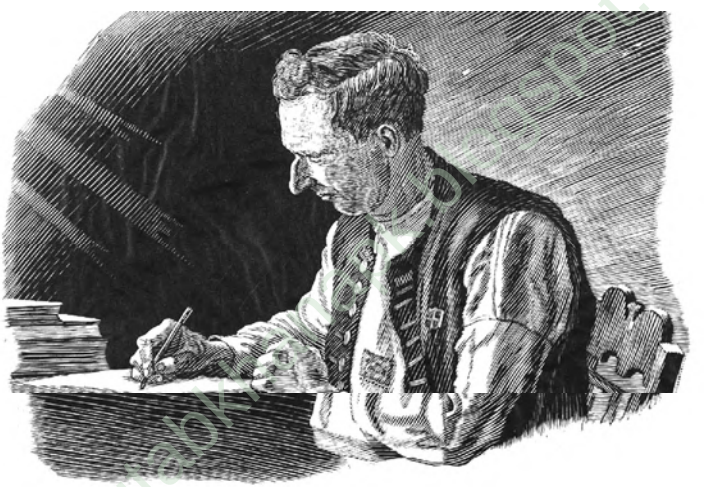

یہ پہلی جنگِ عظیم کا زمانہ تھا۔ میں لاہور میں بھاٹی گیٹ کے اندر ستھان نامی ایک محلے کی گلی مغلاں کے ایک مکان میں ۴/اپریل ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا۔ ماں سے میری جتنی قربت تھی، والد سے اتنا ہی دور بھاگتا تھا۔ ماں جی صبح باقاعدہ تلاوت کرتیں اور ہمیں تلقین کرتیں۔ سب کے بستر پر جا کر دم کرتیں۔ جب تک سب گھر والے نہ کھا پی لیتے، وہ کچھ نہ کھاتیں۔ سب کے پاس تھالی رکھتیں، جس میں روٹیاں اور ان کے اوپر سالن رکھا ہوتا تھا۔ انھیں آتا دیکھ کر ہم اپنے ہاتھ چھپا لیتے،

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کیوں کہ کھانے سے پہلے وہ ہمارے ہاتھ ضرور دیکھتیں جو عموماً گندے ہی ہوتے تھے۔ ماں کو ہمارے ہاتھوں کی فکر تھی تو دادی ہمارے پیروں پر نظر رکھتی تھیں اور جھانوے سے خوب مل مل کر دکھلاتی تھیں۔

ابا اکثر بے کار ہی رہتے تھے۔ مہینے میں دس بارہ روز کام کرتے اور باقی دن اپنے دوستوں کے ساتھ گپیں لگاتے رہتے تھے۔ گھر میں اکثر لڑائی کی نوبت بھی آ جاتی تھی۔ ایسے میں سارے بچے ماں کی طرف ہو جاتے، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ ابا سب کو ایسی ڈانٹ پلاتے کہ کوئی آواز نہ نکالتا۔ ماں کہتیں بچوں کو ماں باپ کی باتوں میں نہیں بولنا چاہیے۔

ہمارے گھر کی ایک کوٹھری میں کتابوں سے بھرا ایک صندوق بھی تھا، جو دادا جان کی طرف سے وراثتاً ملا تھا۔ ابا کو کتابوں سے صرف اتنی دل چسپی تھی کہ بس انھیں حفاظت سے ایک طرف رکھ دیا تھا۔ اس صندوق پر کسی کو پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ میں بہت احترام سے صندوق کا ڈھکنا کھولتا، ایک ایک کتاب باہر نکالتا اور اسی طرح دوبارہ رکھ دیتا۔ آدھی سے زیادہ کتابیں قلمی تھیں، جنھیں یا تو دادا نے خود لکھا تھا یا دوسروں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی خریدی تھیں۔ دادا کو کتابیں پڑھنے کا چسکا تھا۔ وہ کتابوں پر بہت پیسے خرچ کرتے تھے۔ محلے کے بڑے بوڑھے بتاتے تھے کہ مرزا غلام حسین (دادا) بڑے عالم فاضل آدمی تھے، افسوس! اولاد باپ پر نہیں گئی۔ میں سوچا کرتا تھا کہ اولاد باپ پر نہیں گئی تو کیا ہوا، میں یہ کتابیں ضرور پڑھوں گا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ دادا جان کی ایک کتاب میری چھوٹی بہن کے ہاتھ سے گر گئی اور اس کی جلد پھٹ گئی۔ مجھے بڑا دکھ ہوا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ لمبی سفید داڑھی لہراتے ہوئے میرے قریب سے چپ چاپ گزر گئے۔ ان کے چہرے پر ملال تھا اور ان کے ہاتھ میں وہی کتاب تھی، جو پھٹ گئی تھی۔ انھوں نے مجھ سے کچھ کہا تو نہیں، لیکن مجھے ایسا لگا جیسے کہہ رہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہوں کہ تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا، میری کتاب تباہ کر دیں۔ اس کے بعد صندوق میں بڑا سا تالا لگا دیا گیا۔

گھر میں سرِ شام تیل کا دیا روشن ہو جاتا تھا۔ جب ہم سب لوگ کھا پی کر اپنے بستروں میں پہنچ جاتے تو عموماً نو دس بجے اسے بجھا دیا جاتا تھا۔ ابا کو نیند جلدی آ جاتی تھی، اس لیے اگر کسی کو دیے کی روشنی میں کچھ کام کرنا ہوتا وہ باہر دالان میں لے جاتا یا پھر صبح کا انتظار کرتا۔

مکان کے اوپری حصے میں کئی کمرے تھے۔ ایک دالان تھا جس کا ایک حصہ باورچی خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا، جس کی چھت دھویں سے کالی ہو گئی تھی۔ اس سے آگے کا حصہ تایا جان کا علاقہ تھا، جہاں وہ لوہے کی کرسی پر بیٹھے رہتے تھے۔ دالان کے ایک طرف جو کمرا تھا، وہ بیٹھک کے طور پر استعمال ہوتا تھا، یعنی جہاں مہمانوں کو بٹھایا جاتا تھا۔ اس سے منسلک وہ کوٹھری تھی، جہاں دادا جان کی کتابوں کا صندوق رکھا تھا۔

میں نے بہت چھوٹی عمر میں کہیں مہندی کے پتے سونگھے تھے، جس کی خوشبو میرے دماغ میں بس گئی تھی۔ دادی جان ہمارا مکان چھوڑ کر محلّہ جلوئیاں چلی گئی تھیں۔ اس مکان کے دو حصے تھے۔ ایک میں دادی جان اور دوسرے میں پھوپی جان رہتی تھی۔ دادی جان نے مجھے اپنے ساتھ رکھا تا کہ کوئی ہنر سکھانے کہیں بٹھا دیں۔ پہلے مجھے ایک ایسی جگہ بھیجا گیا، جہاں لوہے کا کام ہوتا تھا۔ میں وہاں سے تیسرے ہی دن بھاگ نکلا۔ اس کے بعد دادی مجھے ایک بڑھئی کی دوکان پر لے گئیں، وہاں تقریباً ایک ہفتہ جانے کے بعد میرا دل اُچاٹ ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کام سکھانے والے استاد کے بالوں سے کڑوے تیل کی بُو آتی تھی۔ جب کہ میرے ذہن میں تو مہندی کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ دادی جان نے لاکھ جتن کیے، مگر میں نے آوارہ گردی کو ہر ہنر پر ترجیح دی۔ دادی جان نے جب دیکھا کہ میں سیدھے راستے پر نہیں آتا، تو انھوں نے مجھے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''آزاد'' کر دیا یعنی مجھ پر سے توجہ ہٹالی۔

میرے پھوپھا گائیں، بھینسیں خرید کر شہروں میں بیچا کرتے تھے۔ ان کے کہنے پر مجھے پرائمری اسکول میں داخل کرادیا گیا۔ اب میں اپنے گھر میں رہنے لگا تھا۔ ایک دفعہ اسکول کی عمارت دوسری جگہ منتقل ہوگئی۔ اسکول سے واپسی پر میں راستہ بھول گیا۔ ایک نیک دل انسان مجھے روتا دیکھ کر اپنے گھر لے گیا۔ جہاں اس نے اور اس کی بیوی نے مجھے تسلی دی اور ہر طرح سے مجھے آرام پہنچایا۔ ان دونوں کے سلوک نے مجھے انسان سے محبت کرنا سکھایا۔ میں یہ احسان کبھی نہ بھول پایا۔

پرائمری کے بعد ابا نے مجھے اسلامیہ ہائی اسکول بھاٹی گیٹ میں داخل کرادیا۔ ابھی تک مجھے صرف کہانیاں پڑھنے کا شوق تھا، لکھنے لکھانے سے دل چسپی نہیں تھی۔ اتنا ضرور تھا کہ کسی ادیب یا شاعر کا نام سنتا تو خیال آتا کہ کاش میں بھی ادیب یا شاعر ہوتا۔ بس میں نے سوچ لیا کہ شاعر ہی بنوں گا۔

نویں جماعت میں تھا کہ میری پہلی نظم ''ہفتہ روزہ ''ہلال'' میں چھپ گئی۔ یہ رسالہ میرے ہم جماعت ظہور الدین نیر کے بڑے بھائی مرزا محمد سلطان کیفؔ نکالتے تھے۔ مقبول انور داؤدی صاحب اس کے ایڈیٹر تھے۔ میں نظمیں کہتا تھا، مگر کسی سے مشورہ نہیں لیتا تھا۔ داؤدی صاحب خود ہی اصلاح کر دیتے تھے۔ شاعری کی وجہ سے میری شہرت پورے اسکول میں پھیل گئی۔ پھر میں نے اختر شیرانی کی شاگردی اختیار کرلی۔ اسلامیہ کالج کے میگزین کریسنٹ کا ایڈیٹر بنا تو اس دوران نظم اور نثر دونوں چلتی رہیں۔ پھر چار سال بعد نثر نگاری کا ذوق نظم نگاری پر غالب آ گیا۔ کریسنٹ میں میرے کئی افسانے اور ڈرامے لکھے۔ میری ادبی زندگی کا باقاعدہ آغاز ۱۹۳۶ء سے ہوا۔ کالج کی تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ دن بعد ''ادب لطیف'' کے دفتر پہنچ گیا۔ پرچے کے مالک چودھری برکت علی مجھے پہلے ہی جانتے تھے۔ ادب لطیف کا پہلا شمارہ حکیم احمد شجاع کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ادارت میں شائع ہوا۔ دوسرے شمارے سے ادارتی فرائض میرے سپرد کر دیے گئے۔ تنخواہ پچیس روپے ماہانہ تھی۔ میں مجموعی طور پر تقریباً سترہ سال یہیں رہا۔ اس دوران پنجاب بک ڈپو کی درسی کتابوں کا کچھ کام میرے سپرد رہا۔ پانچ برس ریڈیو پر بھی بطور اسٹاف آرٹسٹ کام کیا۔

میں نے زندگی بھر صحرا نہیں دیکھا اور نہ کبھی کوئی جنگل دیکھا، لیکن میری کتاب ''صحرا نور کے خطوط'' بے تحاشا فروخت ہوئی۔ یہ محض تخیل کی پرواز تھی۔ یہ خطوط میں نے قلعے کی سیڑھیوں کے اوپر لوہے کے جنگلے کے پاس بیٹھ کر لکھے تھے۔ میں تاروں کی چھاؤں میں کاغذ، پنسل اور ایک بڑی کتاب لے کر وہاں پہنچ جاتا۔ نیم تاریک فضا میں ٹہل ٹہل کر پلاٹ سوچتا رہتا۔ سورج نکلنے لگتا تو دیوار سے ٹیک لگا کر، کاغذ کتاب کے اوپر رکھ کر لکھنا شروع کر دیتا۔ جب پسینا بہنے لگتا اور پتھر کے فرش کی وجہ سے جسم دکھنے لگتا یا سر چکرانے لگتا تو لکھنا بند کر کے کچھ دیر ٹہل کر طبیعت بحال کرتا۔ کاغذ تہ کر کے کتاب میں رکھتا اور گھر کی راہ لیتا۔ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ ہندی اور انگریزی کے علاوہ کچھ خطوط روسی زبان میں بھی ترجمہ ہوئے۔

ادب کا مجھ پر بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مجھے ایک گھٹن سے بچا لیا۔ اگر میری زندگی میں لکھنے پڑھنے کا شغل نہ ہوتا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جلد ہی موت کے غار میں پہنچ گیا ہوتا۔ میں انیس کتابوں کا مصنف تھا اور بہت سی کتابیں بچوں کے لیے بھی لکھیں۔ روزنامہ نوائے وقت میں کالم نگاری بھی کی۔

میری اعلا ادبی خدمات پر حکومتِ پاکستان نے ۱۹۸۱ء میں مجھے صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی عطا کیا۔ اس کے علاوہ مجھے ۶ مرتبہ رائٹرز گلڈ کے انعامات دیے گئے۔ ۳ مرتبہ میں نے گریجویٹ فلم ایوارڈ بھی حاصل کیے۔ ایک کتاب ''پسِ پردہ'' پر آدم جی ایوارڈ بھی ملا۔

۳۱ر جولائی ۱۹۹۹ء کو لاہور میں میرا انتقال ہوا۔ ☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شمارہ اکتوبر ۲۰۱۹ء میں پاکستان سے محبت کرنے والے ایک بڑے صنعت کار سر آدم جی حاجی داؤد سے آپ کی ملاقات کرائی گئی تھی۔ ہمیں خوشی ہے کہ نونہال اس دل چسپ معلوماتی سلسلے کو خوب پسند کر رہے ہیں اور مقابلے میں شریک ہو کر شخصیت کو شناخت بھی کر لیتے ہیں۔

اس بار درجِ ذیل نونہالوں نے نام بوجھ لیا ہے

☆ کراچی: وانیا جنید، ماہم طارق، وردہ مصطفیٰ، عائشہ، حُر بن عباس شیخ، علینا اختر، عبدالرحمٰن عارف، یمنیٰ شیخ، سیدہ ناہید نرگس، سید شہظل اظہر، سید یشل علی اظہر، سیدہ سالکہ محبوب، سیدہ مریم محبوب، سید عفان علی جاوید، سیدہ جویریہ جاوید، الینہ انصاری، یمنیٰ بنتِ صدیق بکر، رابیعہ، محمد عزیر محمد نعیم، حسان خان، عبیر طیب خان ☆ راولپنڈی: محمد عمار، شاز راحمد، محمد وقار الحسن ☆ ٹمیاری: فاروق جان بہلم پٹھان، نیلوفر خان بہلم پٹھان، بابر گل خان بہلم پٹھان ☆ حیدرآباد: ماہ رُخ، مریم بنتِ کاشف، صبا نیاز صدیقی، محمد یوسف قریشی، عائشہ ایمن عبداللہ ☆ صادق آباد: راؤ محمد عبداللہ ☆ میر پور خاص: محمد بلال عزیز ☆ سہارن چٹھ: امامہ یوسف ☆ قلعہ دیدار سنگھ: سمیع اللہ ☆ مظفر گڑھ: احمد خاں لغاری ☆ پرانا سکھر: محمد حسیب ☆ دینہ: محمد عبداللہ حسن ☆ ٹنڈو الہیار: آمنہ آصف کھتری ☆ اسلام آباد: عائشہ سروراعوان۔

قرعہ اندازی کے ذریعے انعامی کتاب حاصل کرنے والے نونہال:

۱۔ محمد عاقب مصطفیٰ، کراچی

۲۔ شاہ زیب اعجاز پھُل، پھُل شہر

۳۔ علی عمران کلاچی، ڈیرہ غازی خان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بلاعنوان انعامی کہانی

احمد عدنان طارق

وانگ چی بہت غریب تھا، لیکن اپنے گھر کا وہ بادشاہ تھا، کیوں کہ اس کے بیوی بچے اسے بہت پیار کرتے تھے اور اگر وانگ چی کو اپنے خاندان کے بدلے میں کوئی بادشاہت بھی دے دیتا تو وہ اسے لینے سے انکار کر دیتا۔ وہ سارا دن کھیتوں میں کام کرتا اور ہر رات اس کی بیوی اسے کھانے کے لیے ایک پیالے میں اُبلے ہوئے چاول دیتی اور کبھی کبھار منھ کا ذائقہ تبدیل کرنے کے لیے پھلیوں کا شوربہ یا پھر تلی ہوئی مچھلی، لیکن روز مچھلی کھانے کے لیے ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے تھے، اس لیے عام طور پر اُبلے ہوئے چاول ہی کھائے جاتے۔

ایک دن وہ صبح صبح کام کرنے جا رہا تھا تو اس کی بیوی نے اپنے بیٹے ''ہان چنگ'' کو اس کے پاس بھیجا۔ ہان چنگ نے اسے یاد دلایا کہ جب وہ کام سے واپس آئے تو کچھ خشک لکڑیاں کاٹ کر لیتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آئے۔ وانگ چی بولا: ''لکڑی کاٹنے کے لیے مجھے دوپہر کو پہاڑ پر چڑھنا ہوگا۔ میرے بیٹے جاؤ، میرا کلہاڑا لے کر آؤ۔''

ہان چنگ باپ کا کلہاڑا لینے گیا تو اس کی بہن ''ہوسن کو'' باپ کے پاس آئی اور وانگ چی سے لاڈ کرتے ہوئے کہنے لگی: ''بابا! کیا آپ کو یاد ہے آج گاؤں میں میلہ ہے۔ ہم سب کو اپنی اپنی لالٹین روشن کرنی ہے، اس لیے پہاڑ پر چڑھ کر سونہ جایئے گا۔ جلدی واپس آیئے گا، تاکہ ہم آگ جلا سکیں۔''

ہوسن کو کی لالٹین کی شکل بالکل ایک مچھلی کی طرح تھی۔ جو سرخ، سیاہ اور پیلے رنگ کی تھی اور ہان چنگ کی لالٹین بالکل دائرے کی طرح گول تھی اس کے علاوہ انھوں نے دو اور لالٹین بھی تیار کر رکھی تھیں، جنھیں روشن کر کے انھیں اندھیرے میں گھر سے باہر ٹانگنا تھا۔

وانگ چی اس میلے کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا، کیوں کہ اس کے دونوں بچے ایک مہینے سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس لیے بھی اس نے جلدی واپس آنے کا وعدہ کر لیا۔ دوپہر کو جب دوسرے کسانوں نے تھک کر کام چھوڑ دیا اور کھانے کے لیے بیٹھ گئے تو وانگ چی نے اپنا کلہاڑا اُٹھایا اور پہاڑ پر کسی خشک درخت کی تلاش میں چڑھنے لگا۔ وہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ آخر ایک غار کے کنارے اسے مرضی کا درخت نظر آیا۔ جسے وہ ایندھن کے طور پر استعمال کر سکتا تھا۔

لیکن ابھی اس نے درخت کاٹنے کے لیے کلہاڑا اُٹھایا ہی تھا کہ اس نے یوں ہی غار میں جھانکا شاید یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا یہ غار خالی ہے؟ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ غار میں دو بوڑھے جن کی لمبی لمبی داڑھیاں ہیں، بہت خاموشی سے بیٹھے ہوئے شطرنج کی بساط بچھائے کھیل رہے ہیں۔ وانگ چی بھی شطرنج کے کھیل سے واقف تھا۔ وہ غار کے اندر چلا گیا اور کھیل کو دیکھنے لگا۔ اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا، جیسے ہی ان میں سے کسی نے سر اُٹھایا تو میں پوچھ لوں گا کہ کیا میں درخت کاٹ لوں؟

لیکن ان میں سے کسی نے سر نہیں اُٹھایا، بلکہ وانگ چی بھی کھیل میں اتنا کھو گیا کہ اس نے کلہاڑا زمین پر رکھ دیا اور خود بیٹھ کر کھیل دیکھنے لگا۔ دونوں بوڑھے آلتی پالتی مارے زمین پر بیٹھے تھے اور ایک پتھر کو میز کی طرح استعمال کرتے ہوئے شطرنج اس پر رکھی ہوئی تھی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ان کے قریب ہی ایک کونے میں پڑے ہوئے پتھر پر کچھ بھورے رنگ کی ٹکیاں رکھی ہوئی تھیں، جنھیں وانگ چی پہلے سخت کھجوریں سمجھا، لیکن کچھ وقفے کے بعد دونوں بوڑھوں نے ایک ایک ٹکیا اُٹھا کر منھ میں رکھی اور ایک ٹکیا اُٹھا کر وانگ چی کے منھ میں ڈال دی۔ تب اسے اندازہ ہوا کہ وہ کھجور نہیں تھی۔ وہ ٹکیا بہت میٹھی اور مزے دار تھی۔ اس سے مزے دار چیز وانگ چی نے پوری زندگی نہیں چکھی تھی اور سب سے حیرانی والی بات یہ تھی کہ اس کے منھ میں ڈالتے ہی وانگ چی کی بھوک اور پیاس بالکل ختم ہوگئی۔

وہ جب غار میں داخل ہوا تھا تو بھوکا اور پیاسا تھا، کیوں کہ اس نے دوسرے کسانوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا تھا، لیکن اب وہ ہشاش بشاش تھا اور اسے بھوک نہیں لگ رہی تھی۔ وہ کچھ دیر اور وہیں بیٹھا رہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ جب بھی بوڑھے شطرنج کا کوئی مہرہ ہلاتے تو ان کی داڑھیاں اور لمبی ہو جاتیں حتیٰ کہ وہ غار میں زمین کو چھونے لگیں۔

وانگ چی آخر اُٹھا اور کلہاڑا اُٹھا کر بولا: ''شکر ہے میری داڑھی اتنی تیزی سے نہیں بڑھتی۔''

تب آخر ایک بوڑھا بولا: ''اے جوان! ہماری داڑھیاں بھی اتنی تیزی سے نہیں بڑھتیں، تمھیں یہاں آئے کتنی دیر ہوگئی ہے؟''

وانگ چی نے اسے جواب دیا: ''آدھا گھنٹہ ہوگیا ہوگا۔''

وہ جواب دے ہی رہا تھا کہ اس کا کلہاڑا مٹی بن کر زمین پر بکھر گیا۔ تب دوسرا بوڑھا ہنسا اور بھوری ٹکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا: ''آدھا گھنٹہ یا آدھی صدی!! یا پانچ سو سال۔ جو یہ مٹھائی کھاتا ہے، اس کے لیے وقت ٹھہر جاتا ہے۔ اپنے گاؤں میں جا کر دیکھو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ کیا کچھ بدل گیا ہے۔''

یہ سن کر وانگ چی جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا، گاؤں کی طرف بھاگا۔ راستے میں اس نے دیکھا جہاں وہ کھیتوں میں کام کیا کرتا تھا وہاں ایک بڑا شہر بسا ہوا ہے اور مکان ہی مکان بنے ہوئے ہیں۔ یہ ناممکن تھا کہ اتنے بڑے شہر میں وہ اپنا گاؤں ڈھونڈ پاتا۔ بے بسی سے اس نے اِدھر اُدھر اپنے بچوں اور اپنے گھر کو ڈھونڈا۔ وہاں ہر طرف ایسے لوگ آجا رہے تھے جنھیں وہ پہچانتا نہ تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اگر چہ اس شام پھر لالٹینوں کا میلہ منایا جا رہا تھا، کہیں بھی ہان چنگ اور ہوسن کو کا نام ونشان نہیں تھا۔ پھر اسے ایک بہت بوڑھی عورت ملی۔ اس نے بتایا کہ جب وہ ننھی بچی تھی تو اس کی دادی اماں اسے اپنے بچپن کا واقعہ سناتی تھیں کہ ایک غریب شخص کو پہاڑ کے بھوت اُٹھا کر لے گئے تھے اور میلے کے دن اس کی بیوی اور بچے اکیلے رہ گئے تھے اور ان کے پاس مٹھی بھر چاولوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ کہنے لگی: ''اگر تم میلے کے جلوس گزرنے تک یہاں ٹھہرو تو تم دیکھو گے کہ دو بچے جلوس کے آگے چل رہے ہوں گے اور انھوں نے ہان چنگ اور ہوسن کو جیسا لباس پہنچ رکھا ہوگا اور ان کے ساتھ ان کی ماں بنی ایک عورت ہوگی جس کے ہاتھ میں چاولوں کا پیالہ ہوگا۔'

لہٰذا وانگ چی وہیں سڑک پر انتظار کرنے لگا اور واقعی اس نے جلوس میں بچوں اور پیالہ پکڑے عورت کو دیکھا، لیکن وہ اس کی بیوی اور بچے نہیں تھے۔ وانگ چی کا جی بھر آیا۔ وہ شہر سے باہر نکل آیا۔ رات اس نے پہاڑ پر سو کر گزاری اور اگلی صبح وہ غار میں آیا وہاں اب بھی دونوں بوڑھے شطرنج کھیل رہے تھے۔

پہلے تو انھوں نے وانگ چی سے کہا کہ وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے اور وہ انھیں پریشان نہ کرے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ وانگ چی وہاں سے ہلنے والا نہیں ہے تو انھوں نے اسے رستہ بتاتے ہوئے کہا: ''تمھیں چاند پر رہنے والے سفید خرگوش کے پاس جانا ہوگا اور اس سے آبِ حیات سے بھری ہوئی شیشی مانگنی ہوگی۔ اگر تم اسے پیو گے تو ہمیشہ زندہ رہو گے۔''

وانگ چی بولا: ''لیکن میں ہمیشہ زندہ رہنا نہیں چاہتا میں صرف اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ باقی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔''

تب ایک بوڑھا بولا: ''تو پھر تو تمھیں آبِ حیات میں آسمان پر رہنے والے اژدھے کے منھ سے نکلنے والا پانی ملانا پڑے گا۔''

وانگ چی پوچھنے لگا: ''اور یہ آسمانوں پر رہنے والا اژدھا مجھے کہاں ملے گا؟''

بوڑھا بولا: ''ظاہر ہے وہ آسمان پر رہتا ہے۔ وہ بادلوں میں بنی ہوئی ایک غار میں رہتا ہے۔ وہ کبھی غار سے باہر آتا ہے تو اس کے منھ سے شعلے نکلتے ہیں اور کبھی پانی۔ اگر شعلے نکلے تو تم جل جاؤ گے اور اگر پانی نکلا تو تم اسے آسانی سے حاصل کر لو گے اور تمھیں کیا چاہیے؟''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ سن کر بھی وانگ چی غار کے منھ پر جما رہا وہ کہنے لگا: ''مجھے اُڑنے کے لیے پَر چاہییں اور پانی کے لیے شیشی۔''

انھوں نے اسے ایک شیشی دی اور اس سے پہلے کہ وہ شکریہ ادا کرتا، اُدھر سے ایک بہت خوب صورت سفید بگلا اُڑتا ہوا آیا اور غار کے منھ کے باہر بیٹھ گیا۔ بوڑھا کہنے لگا: ''یہ بگلا تمھیں وہاں لے جائے گا اب جاؤ اور ہمیں مزید پریشان نہ کرو۔''

وانگ چی بگلے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور وہ اسے بادلوں میں اُڑاتا ہوا اژدھے کے غار کے قریب لے گیا۔ اژدھے کا سر ایک اونٹ جتنا تھا۔ بارہ سنگھے کی طرح سر پر سینگ تھے۔ اس کی آنکھیں خرگوش جیسی تھیں۔ کان گائے کی طرح اور عقاب کی طرح کے پنجے تھے۔ اس کے علاوہ اس کی داڑھی اور مونچھیں بھی تھیں اور اس کی داڑھی میں ایک سفید موتی بھی پرویا ہوا تھا۔ یہ سب چیزیں اسے اصلی اژدہا ثابت کرتی تھیں۔

وانگ چی بہت خوف زدہ تھا اور اگر اسے بیوی بچوں کا خیال نہ ہوتا تو وہ غار کے نزدیک بھی نہ جاتا۔ غار کے باہر گھاس اُگی ہوئی تھی۔ وانگ چی کو ایک ترکیب سوجھی جس سے وہ اژدھے کے منھ سے نکلنے والے شعلوں سے بچ سکتا تھا اور پانی لے سکتا تھا۔ اس نے گھاس کو آگ لگا دی۔ گھاس اتنی سوکھی تھی کہ اس میں لگنے والی آگ کے شعلے غار کے منھ تک پہنچ گئے۔ اژدھے نے غار میں دھواں جمع ہوتے دیکھا تو اس نے یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا ہوا ہے، غار سے سر باہر نکالا۔ پھر باہر کا ماحول دیکھ کر چلّا کر بولا: ''میں اس آگ کو ابھی بجھا لیتا ہوں۔''

پھر اس نے زور سے سانس لیا تو اس کے دونتھنوں اور منھ سے پانی کے تین فوارے نکلے، لیکن اتنا پانی آگ بجھانے کے لیے کافی نہیں تھا۔ اب اس نے دوبارہ زور زور سے سانس لیا تو فواروں کی جگہ تین بڑے دریا بہنے لگے۔ وانگ چی نے جلدی سے شیشی میں پانی بھرا اور بگلے کی کمر پر سوار ہو گیا کہ کہیں اتنے پانی میں ڈوب ہی نہ جائے۔ وانگ چی کا بگلا پھر اُڑا اور اُڑتا ہوا چاند پر جا پہنچا۔ وانگ چی سیدھا خرگوش کی جھونپڑی کی طرف گیا اور جھونپڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تب بھی خرگوش بیٹھا پانی میں کچھ حل کر رہا تھا تاکہ آبِ حیات بنا سکے۔ اس نے جھونپڑی کا دروازہ کھولا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور وانگ چی کو اندر آنے کی دعوت دی۔ چاند کے خرگوش کا رنگ بہت سفید تھا۔ چاند کا خرگوش سب جانتے ہیں کہ ایک ہزار سال تک زندہ رہتا ہے اور پانچ سو سال کی عمر میں اس کا رنگ بھورے سے سفید ہو جاتا ہے۔ یہ نشانی ہوتی ہے کہ اب یہ خرگوش بہت عقل مند ہو گیا ہے۔

خرگوش کو جیسے ہی وانگ چی کی خواہش کا علم ہوا تو اس نے جھونپڑی میں بنی ہوئی دو کھڑکیوں کے کواڑ کھول دیے اور وانگ چی سے کہنے لگا کہ ان میں جھانک کر دیکھو اور مجھے بتاؤ تمھیں ان کھڑکیوں سے کیا دکھائی دیا؟

وانگ چی نے ایک کھڑکی میں جھانکا اور خرگوش کو بتایا: ''مجھے اس میں سے وہی شہر، وہی لوگ اور وہی گھر دکھائی دے رہے ہیں جنھیں میں نے کل دیکھا تھا۔ یہ سب یہاں کیسے آ گیا؟''

خرگوش نے کہا: ''یہ راز ہے، تمھارے سمجھ میں بہت سی چیزیں نہیں آئیں گی۔ سوال یہ ہے کہ تم ماضی میں کیسے جا سکتے ہو؟ اب یہ کھڑکی بند کر دو یہ حال کے زمانے کی کھڑکی ہے اور دوسری کھڑکی ماضی کی ہے۔''

وانگ چی نے خرگوش کے کہنے پر عمل کیا۔ اس نے دوسری کھڑکی کھولی تو اس کی نظروں کے سامنے اس کا پرانا، پیارا گاؤں تھا۔ ہان چنگ اس کا بیٹا اور ہوسن کو اس کی بیٹی خوشی خوشی گھر کی دیوار کے ساتھ لالٹینیں ٹانگ رہے تھے۔ ہان چنگ کہہ رہا تھا کہ بابا کو آتے دیر ہو گئی ہے۔ وانگ چی نے مڑ کر بے بسی سے خرگوش کو دیکھا اور اسے کہنے لگا: ''مجھے ان کے پاس جانے دو۔ میرے پاس آسمانی اژدھے کے منھ سے نکلا ہوا پانی بھی ہے اور.....''

خرگوش نے اس سے شیشی لے لی اور اس میں پہلے پانی کے ساتھ آبِ حیات ملا دیا۔ پھر اس نے وانگ چی کو وہ پانی پلا دیا۔ جیسے ہی اس نے پانی پیا کھڑکی بہت بڑی ہو گئی اور اس میں سے سیڑھیاں گاؤں کی طرف اُترنے لگیں۔

خرگوش کا شکریہ ادا کر کے وہ بھاگا اور بیوی بچوں کے پاس پہنچا، جو روشنیاں جلانے ہی والے تھے۔ وہ گلا کر رہے تھے کہ وہ دیر سے کیوں آیا، لیکن اس نے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ صرف خاموشی سے ان کے ساتھ بتیاں جلانے لگا۔ میلے پر ہر کوئی شخص خوش تھا، لیکن اتنا نہیں جتنا وانگ چی تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Press ad

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس خاکے میں آپ کتنے چوکور (مربع) گن سکتے ہیں؟

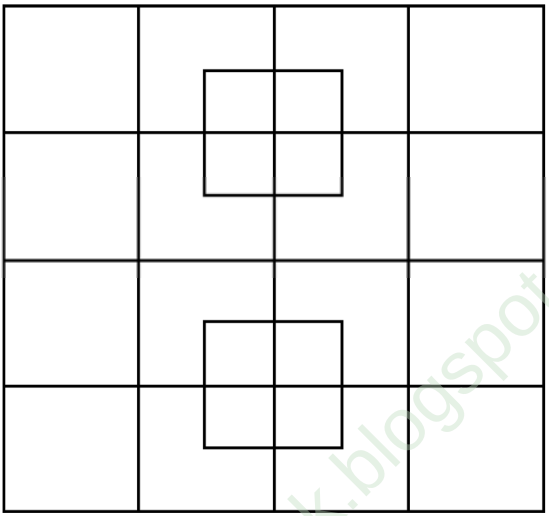

اعداد اس طرح لکھتے چلے جائیے کہ ہمارے لکھے ہوئے اعداد متاثر نہ ہوں

			−			66	
+		×		−		=	
13		12		11		10	
×		+		+		−	
:		+		×		:	

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وقت دیکھ کر دونوں تصاویر کے درمیان دس فرق تلاش کریں۔

کم سے کم وقت میں فرق تلاش کرنا ہی اصل ذہانت کہلائے گا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ننھی منی چڑیاں

شیخ عبدالحمید عابد

تم روز ہی آسمان کی گود میں اُڑتی ہوئی ننھی منی چڑیوں کو دیکھتے ہو گے۔ یقیناً تمھارے ننھے منے سے دلوں میں بھی یہ آرزو پیدا ہوتی ہو گی کہ تم ان پرندوں کی طرح آسمان کی وسعتوں میں اپنے بازو پھڑ پھڑا کر اُڑو۔ تمھاری یہ تمنا نئی نہیں ہے۔ اب سے چند صدیاں پہلے بھی انسان نے یہی کچھ سوچا تھا۔ چڑیوں کو اُڑتے دیکھ کر ہی اس کے دل میں یہ آرزو اُبھرتی تھی۔ ان قدرتی ہوائی جہازوں کو دیکھ کر اس نے موجودہ ہوائی جہاز ایجاد کر ڈالا، جس میں بیٹھ کر تم ناشتا کراچی میں کرو تو دوپہر کا کھانا بڑی آسانی سے لندن میں کھا سکتے ہو۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اللہ تعالیٰ نے چڑیوں کو آسمان کی حسین ترین مخلوق بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ انھیں تخلیق کرتے وقت ان کی اُڑان کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے۔ ان کی جسمانی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ اس چھوٹے سے گوشت پوست کے لوتھڑے کو کچھ اس انداز سے ڈھالا گیا ہے، جس سے وہ آسانی سے ہزارہا کلومیٹر کا سفر طے کر سکے۔ ان کے بازوؤں سے منسلک پَروں کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ انھیں اُڑنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

خدا نے چڑیوں کو ہمارا دل بہلانے کو ہی نہیں بنایا، بلکہ یہ ہمارے لیے نہایت مفید اور کارآمد بھی ہیں۔ چڑیوں کو ہم اپنی تنہائی کا ساتھی اور تفریح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ بہت سی چڑیوں کے پَر کام میں لائے جاتے ہیں۔ ان سے ہیٹ اور ٹوپیاں سجائی جاتی ہیں۔ یہ ایسے کیڑے مکوڑوں کو بھی کھاتی ہیں جو انسان کو بیمار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا کام چڑیاں بڑی خوبی سے انجام دیتی ہیں۔ جس سے ایک علاقے کی نسل دوسری جگہ پہنچ جاتی ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چڑیوں کا دماغ بہت نازک اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ان کی آنکھیں بڑی اور تیز ہوتی ہیں۔ قدرت نے انھیں آنکھوں کی حفاظت کے لیے ایک ہلکی سی جھالر عنایت کی ہے، جو ان کی آنکھوں کو کسی قدر ڈھانپے رہتی ہے۔ آنکھوں کا بہت تھوڑا سا حصہ اس کی زد سے باہر رہتا ہے، تا کہ لمبی اُڑان کا اثر ان کی آنکھوں پر نہ پڑ سکے۔ اسی طرح دھول، گرد و غبار، آندھی طوفان کے جھکڑ اور بارش ان کی نظر پر کسی قسم کا بُرا اثر نہ ڈال سکے۔

عام طور پر چڑیوں کی دیکھنے کی قوت ہماری اور آپ کی نظر سے دس گنا زیادہ ہوتی ہے۔ چڑیوں میں محسوس کرنے کی صلاحیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ سورج کا رُخ اور مقام دیکھ کر موسم کا اندازہ کر کے محفوظ مقام پر چلی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر سخت سردی پڑنے پر وہ کسی قدر گرم خطوں کی جانب اُڑان شروع کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مناسب وقت پر ساحلی علاقوں میں بھی ان کا آنا جانا شروع ہو جاتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ فضا میں اپنا راستہ یاد رکھتی ہیں۔

آپ کو یہ جان کر بھی حیرت ہوگی کہ ان کے دل کی دھڑکن ایک منٹ میں پانچ سو بار ہوتی ہے۔ ہمارے جسم کا ٹمپریچر 98.6 فارن ہائیٹ ہوتا ہے اور ان کے جسم کی حرارت عام طور پر 110 فارن ہائیٹ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ ہمارے جسم کی ہڈیاں سخت اور ٹھوس ہوتی ہیں، لیکن چڑیوں کی نازک نازک سی ہڈیاں تیلیوں کی طرح ہلکی پھلکی اور کھوکھلی ہوتی ہیں، تا کہ ان کا وزن کم ہو سکے۔ چڑیوں کی رفتار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بعض کی رفتار اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ تیز رفتار کیمرے بھی ان کی حرکات کی صحیح تصویر لینے میں ناکام رہتے ہیں۔ چڑیاں زمین پر اُترتے وقت اپنے پنجوں سے مدد لیتی ہیں۔ سینے کا حصہ بھی اُترنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ اپنے نازک پنجوں کی مدد سے آسانی سے زمین پر اُتر جاتی ہیں۔

چڑیاں اپنے رنگ ڈھنگ اور طبیعتوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ جس طرح انسانوں میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مختلف رنگ، نسل اور مذہب وعقیدے کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ اسی انداز کی ان کی اپنی برادری بھی ہوتی ہے۔تم نے خوب صورت سے خوب صورت اور بدصورت سے بدصورت دونوں قسم کی چڑیاں دیکھی ہوں گی۔ کچھ کی مدھر آواز اچھی لگتی ہے اور کسی کی کڑوی آواز تمھیں بُری لگتی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ میٹھی اور مدھر تانیں ہمارے لیے نہیں ہوتیں، یہ صرف اپنے جوڑوں کو خوش کرنے اور اپنی طرف راغب کرنے کے لیے ان کا ایک پیغام ہوتا ہے۔

چڑیاں بڑی اچھی دست کار اور فن کار ہوتی ہیں۔ جفاکشی اور تن دہی سے ایک ایک تنکا اِکھٹا کر کے اپنے گھونسلوں کی تعمیر کرتی ہیں۔تنکوں کو ملا ملا کر وہ اس ڈھنگ سے پروتی ہیں کہ اچھا خاصا ایک جال سا دکھائی دیتا ہے۔ کچھ چڑیوں کے گھونسلے تو اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کی پانچ نسلیں بھی اس میں رہنا چاہیں تو بڑے مزے سے رہ سکتی ہیں۔

یہ ننھی منی چڑیاں بڑی پیٹو ہوتی ہیں۔بعض چڑیاں جن کا اپنا وزن 21 گرام ہوتا ہے۔ 48 گرام تک دانہ چُگ لیتی ہیں یعنی اپنے وزن سے بھی کہیں زیادہ ویسے عام طور پر چڑیاں دن بھر میں اپنے وزن کے برابر یا کم از کم اپنے وزن کا آدھا دانا تو ہر حالت میں چُگ لیتی ہیں۔ یہ نہ صرف اتنا کھانا کھاتی ہیں بلکہ دن بھر کی اُڑان اور اُچھل کود میں اسے آسانی سے ہضم بھی کر لیتی ہیں۔

عام طور پر چڑیاں دو کلومیٹر کی بلندی تک اُڑ لیتی ہیں۔اتنی ہی اونچائی پر رہ بھی لیتی ہیں۔شدید گرمی کے موسم میں یہ میدانوں کو چھوڑ کر اونچے مقامات پر چلی جاتی ہیں، فاصلہ طے کرنے میں بھی یہ اپنی مثال آپ ہیں۔

سائنس دانوں کے مطابق دنیا بھر میں پرندوں کی 8500 کے لگ بھگ اقسام پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے زیادہ تعداد چڑیوں کی ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

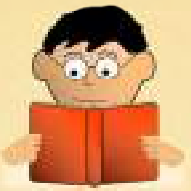

نونہال خبرنامہ

خرم فرخی

۱۳ سالہ سائنس داں

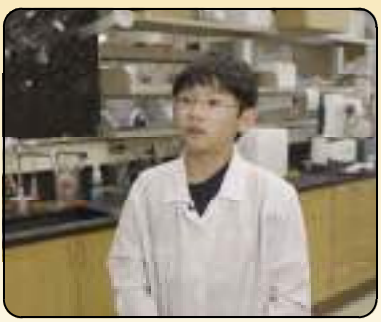

دنیا کا سارا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے سب سے منفرد صلاحیت عطا کرے۔ اسی نے امریکا کے ۱۳ سالہ طالب علم ''ڈینیل لوکی'' کو ایسی ذہانت دی ہے کہ وہ کم عمری میں کیمیا داں اور کئی تحقیقی مقالوں کا مصنف بن گیا ہے۔ وہ گیارہویں جماعت کا طالب علم ہے اور ''ٹولیڈو یونی ورسٹی'' میں انڈر گریجویٹ محقق بھی ہے۔ اس نے اپنے اسکول کے سینئر اور جونیئر دوستوں سے کہہ رکھا ہے کہ اگر کیمیا سے متعلق کوئی سوال ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو تو میرے ای میل پر رابطہ کریں، فوراً اس کا حل بتا دوں گا۔ یہ بچہ یونی ورسٹی کے شعبہ ماحولیات اور ریڈیالوجی سیفٹی میں سائنس داں ہے۔ یہاں ۱۲ سال سے کم عمر بچوں کا داخلہ منع ہے۔

ائر کنڈیشنڈ اور ہیٹر ایک ساتھ

انسان ہمیشہ سے سہل پسند رہا ہے۔ زندگی میں ہر طرح کی سہولت چاہتا ہے۔ جتنی بھی ایجادات ہوئی ہیں، ان میں بیشتر اسی جذبے کے تحت سامنے آئی ہیں۔ سان ڈیا گو (امریکا) کی یونی ورسٹی کیلیو فورنیا کے سائنس داں ''رنکن چین'' نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو گھر یا باہر، دفتر یا کسی بھی مقام پر آپ کو ٹھنڈک یا حرارت پہنچاتا ہے۔ یعنی گرمی ہو تو ائر کنڈیشنڈ کا کام کرے گا اور سردی میں حرارت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پہنچائے گا۔اس کا استعمال بھی نہایت آسان ہے۔ یہ بلڈ پریشر ناپنے والی پٹی کی طرح ہے جسم سے چپک جاتا ہے اور بہت نرم اور ہلکا پھلکا آلہ ہے۔اس کی بیٹری بھی بہت ہلکی ہے۔ یہ آلہ درجہ حرارت بڑھانے اور کم کرنے کا عمل خودکار طریقے سے کرتا ہے۔

گلابی جیلیں

محققین نے ثابت کیا ہے کہ انسانی ذہن پر رنگوں کے اثرات ضرور پڑتے ہیں مثلاً کالا رنگ مایوسی اور غم کی علامت ہے۔سفید رنگ پاکیزگی کا احساس دلاتا ہے اور نیلے رنگ سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔سبز رنگ آنکھوں کے لیے بہتر ہے۔سوئٹزرلینڈ میں جیلوں کی انتظامیہ نے بیرکوں میں ہلکا گلابی رنگ کردیا ہے۔اس سے قیدیوں میں اشتعال کم ہوگا، ان کے موڈ پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔اس منصوبے کو ''کول ڈاؤن پنک'' کا نام دیا گیا ہے۔یورپ کے کئی ممالک میں اسی طرح کے اقدام کیے گئے ہیں۔

پانچ منزلہ عمارت منتقل

چین ایک عظیم ملک ہے اور چینی قوم باکمال ہے۔چینی ماہرِ تعمیرات اپنی مثال آپ ہی ہیں۔چینی انجینئر ز ایسے ایسے کام انجام دے لیتے ہیں جو ناممکن نظر آتے ہیں۔ان کی مہارت دیکھ کر دنیا حیران رہ جاتی ہے۔چین کے شہر ''شیامن'' میں ایسا ہی ایک کارنامہ دیکھا گیا۔ وہاں بس ٹرمینل کی پانچ منزلہ عمارت کو گرائے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کردیا گیا۔اس عمارت کا وزن تیس ہزار ٹن تھا، جو فرانس کے ایفل ٹاور سے چار گنا زیادہ تھا۔عمارت حیرت انگیز طور پر ہائیڈرولک جیک کی مدد سے اُٹھائی گئی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

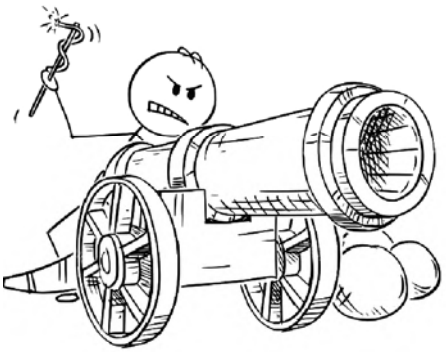

توپ کے دہانے میں نیند

ابنِ انشا

انگلستان میں میرا پہلی بار جانا اتفاقیہ ہی ہوا۔ میں کچھ سامان جہاز کے راستے ہمبرگ بھیجنے کے لیے قریبی بندرگاہ پر گیا تھا۔ وہاں سے واپسی میں دھوپ بہت تیز تھی۔ ایک تو دن بھر کے کام کی تھکن، دوسرا دھوپ۔ سرِ راہ مجھے ایک توپ رکھی نظر آئی تو میں اس کی نال میں گھس کر لیٹ گیا۔ تھکن کی وجہ سے ایسی نیند آئی کہ کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ یہ دوپہر کی بات ہے۔ اتنے میں ایک بج گیا اور وقت کا اعلان کرنے کے لیے توپ داغ دی گئی، جس میں پہلے سے بارود وغیرہ بھرا رکھا تھا۔ ان لوگوں کو کیا خبر کہ ایک آدمی توپ کی نال میں لیٹا سو رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں جو گولے کی طرح نکلا تو دوسری طرف ایک زمیندار کے کھلیان میں جا گرا۔

بھوسے کی وجہ سے کچھ چوٹ نہ آئی، بلکہ آنکھ بھی نہ کھلی۔ کوئی تین مہینے ایسے ہی گزر گئے، حتیٰ کہ بھوسے کے دام چڑھ گئے اور کسان نے اسے بیچنے کے لیے منڈی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جس زمیندار کے ڈھیر پر میں جا گرا تھا وہ سب سے بڑا تھا۔ زمیندار کے کارندے جو بھوسا اُتارنے کے لیے سیڑھی لگا کر چڑھے تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس زمیندار کے سر پر آن کر گرا، جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی، لیکن مجھے کوئی آنچ نہ آئی۔

بعد میں مجھے یہ جان کر اطمینان ہوا کہ وہ زمیندار بڑا نابکار تھا۔ ہمیشہ مال منہگا کر کے بیچتا تھا۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گنتی کا گیت

ایف۔سلطانہ مہر

(۱) آؤ بچو بولو ایک
پھر سب مل کر کاٹو کیک

(۲) ایک کیک کے بن گئے دو
اپنا اپنا حصہ لو

(۳) ایک پٹاری، ناگ ہیں تین
ناچے ناگن، باجے بین

(۴) کشتی ایک اور لڑکے چار
ہمت ہو تو بیڑا پار

(۵) ایک ہاتھ میں اُنگلی پانچ
سانچ کو بھائی، کب ہے آنچ

(۶) ایک روپے میں کیلے چھے
میٹھے بھی ہیں اور اچھے

(۷) تھالی میں ہیں لڈو سات
سب دے دو تو پھر کیا بات

(۸) یہ دیکھو، یہ پیڑے آٹھ
آج ہمارے دیکھو ٹھاٹھ

(۹) بین رہے ہیں بچے نو
گیہوں، چاول، باجرہ، جو

(۱۰) گِن لو آم یہ پورے دس
پی لو ٹھنڈا میٹھا رس

مہرؔ کی گنتی رکھنا یاد
سدا رہو گے بچو شاد

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

افواہ سازی

رابعہ فاروق

بہت سے لوگوں کو بات بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ بات اتنی ہوتی نہیں جس قدر وہ بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا جاتا ہے: ''رائی کا پہاڑ بنانے والے'' یا ''پَر سے پرندہ بنانے والے'' یعنی مبالغے کی حد کر دیتے ہیں۔

ہمارے محلے کی ایک خاتون خالہ نسیمہ ایک دفعہ ہمارے گھر آئیں۔ کہا کہ پڑوس والے اسلم صاحب کافی بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے کینسر بتایا ہے۔ بہت پریشان ہیں بے چارے۔ مالی مدد چاہتے ہیں۔ یہ سن کر امی ابو کو بہت افسوس ہوا۔ ابو نے اپنی بچت سے چند ہزار روپے لے کر اسلم

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

صاحب کے گھر چلے گئے۔ کیا دیکھا کہ اسلم صاحب کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہیں اور ماشاءاللہ بالکل تن درست لگ رہے ہیں۔ ابو ہکا بکا رہ گئے۔ اسلم صاحب نے مسکرا کر کہا: ''آیئے آیئے شاہد بھائی! کیسے ہیں آپ؟''

ابو نے کہا: ''جی میں تو ٹھیک ہوں آپ سنایئے، سنا ہے بیمار ہیں۔''

''ارے شاہد بھائی؟ بس ملیریا نے ایسا لپیٹ میں لیا کہ ساری طاقت جیسے نکل گئی۔ اب تو خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں، بس کچھ کم زوری اب بھی باقی ہے۔ دوائیں باقاعدگی سے لے رہا ہوں۔ آپ سنائیں اپنا حال احوال۔''

ابو یہ سن کر حیران رہ گئے۔ بہر حال انھوں نے اسلم صاحب سے کوئی تذکرہ نہ کیا۔ خوامخواہ شرمندگی اُٹھانی پڑتی۔ گھر آ کر امی کو ساری بات بتائی۔ امی نے کہا: ''توبہ توبہ کس قدر جھوٹی عورت ہے یہ نسیمہ۔''

.....☆.....

آج عامر بس اسٹاپ پر دیر سے پہنچا۔ بس نکل گئی۔ وہ اسکول نہ پہنچ پایا۔ عدنان نے شام کو گھر آ کر بتایا: ''سر اسحاق بہت غصے میں تھے۔ کہہ رہے تھے، عامر نالائق اور غیر ذمے دار لڑکا ہے، جب آئے گا تو اس کی اچھی طرح خبر لوں گا۔''

عامر یہ بات سن کر پریشان ہوا۔ صبح ہونے والی بے عزتی کے خوف سے وہ ساری رات سو نہ سکا۔ اگلے دن اسکول گیا اور سر اسحاق کے پیریڈ سے پہلے ان کے پاس اسٹاف روم گیا کہ کہیں کلاس میں بے عزتی نہ ہو جائے۔ ڈرتے ڈرتے اس نے سر سے کہا: ''سر! میں پرسوں اس لیے نہیں آ سکا تھا کہ بس چلی گئی تھی، اس وجہ سے میں آپ کا ٹیسٹ نہیں دے سکا۔''

''کوئی بات نہیں بیٹا! مجھے معلوم ہے آپ کا قابل اور ذمے دار طالب علم ہیں۔ آپ آج پی ٹی کے پیریڈ میں مجھے ٹیسٹ دے دینا۔'' سر اسحاق نے شفقت سے کہا۔

استاد کا مشفق رویہ محسوس کر کے عامر بہت خوش تھا۔ رہ رہ کر عدنان پر غصہ آ رہا تھا۔ خوامخواہ مجھ ڈرا دیا۔

.....☆.....

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ثریا پھپھو گھر آئی ہوئی تھیں۔ باتوں باتوں میں ثانیہ خالہ کا ذکر چل نکلا۔ انھوں نے بتایا: ''ثانیہ اور اس کے گھر والے ناران کاغان سیر پر جا رہے ہیں۔ پورا ایک مہینے کا پروگرام ہے۔ خوب گھومیں پھریں گے۔''

امی جان نے کہا: ''اوہو، ہمیں تو اس اتوار ان کی بیٹی کی میٹرک میں کام یابی پر مبارک دینے کے لیے ان کے گھر جانا تھا۔''

''اب مہینے بعد جانے کا پروگرام بنانا۔'' ثریا پھپھو نے مفت مشورہ پیش کیا۔

اتفاقاً تین دن بعد ایک تقریب میں امی جان کا ثانیہ خالہ سے آمنا سامنا ہوا۔ حال احوال کے بعد امی جان نے کہا: ''سنا ہے آپ سب لوگ ناران کاغان گھومنے پھرنے جا رہے ہیں۔ چلو اچھا ہے۔ ایک مہینا خوب گھوم پھر لینا۔''

ثانیہ خالہ نے حیران ہو کر کہا: ''کہاں کی سیر، کیسی سیر، میرے چھوٹے بیٹے کو سخت بخار اور نزلہ زکام ہے۔ ابھی اس کو بڑی بیٹی کے پاس چھوڑ کر مشکل سے آئی ہوں۔ ایسی حالت میں ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ آپ کو کس بے وقوف نے یہ بات بتائی ہے۔''

امی نے شرمندگی سے کہا: ''کسی سے سنا ہے کہ آپ لوگ ایک مہینے کے لیے ناران کاغان جا رہے ہیں۔''

''ناران کاغان کا ٹرپ تو ہم گرمی کی چھٹیوں میں بنائیں گے، وہ بھی ایک ہفتے کے لیے جائیں گے، ایک مہینے کے لیے نہیں۔'' ثانیہ خالہ مسکرا کر بولیں۔

امی جان بے چاری کافی شرمندہ ہوئیں۔

تو ساتھیو! کسی کی باتوں پر بغیر تصدیق کیے یقین کرنے کا یہ انجام ہوتا ہے۔ کسی بھی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے اس کی تصدیق ضرور کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں پچھتاوا یا شرمندگی نہ ہو۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہانی نمبر۱

سیدھے کا اُلٹا

شکیل صدیقی

مجھے عقیل کہتے ہیں اور میں ساتویں جماعت کا طالب علم ہوں۔ آج کل میرے سالانہ امتحان ہو رہے ہیں۔ آج منگل ہے اور میرا اردو کا پرچہ ہے۔ میں نے پوری تیاری کر لی ہے۔ جی ہاں! میں فرسٹ آؤں گا۔ جب وین آنے کا وقت ہوا تو میں نے ڈریس پہننا شروع کیا۔ پتا

کہانی نمبر۲

محنت کا جادو

عرفان الحق

دور دراز کے کسی قصبے میں ایک محنتی لکڑہارا رہتا تھا۔ وہ دن بھر کڑی محنت سے قریبی جنگل میں لکڑیاں کاٹا کرتا تھا۔ شام ہوتے ہی وہ کٹی ہوئی لکڑیاں قصبے کے بازار میں بیچ آتا۔ ان لکڑیوں کے بدلے اسے جتنے پیسے ملتے وہ بہت زیادہ تو نہ ہوتے تھے، مگر سادہ مزاج لکڑہارے اور اس کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چلا کہ پتلون کی زِپ خراب ہوگئی ہے۔ دوسری پتلون کھونٹی پر لٹکی ہوئی مل گئی، لیکن ماسی نے اسے دھویا نہیں تھا۔ سخت بدبو آ رہی تھی۔ داغ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ دراصل اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا۔ میں پانچ چھ لڑکوں کے ساتھ گلی میں کرکٹ کھیل رہا تھا کہ گیند سامنے والے ورک شاپ میں چلی گئی۔ میں گیند لینے چلا گیا۔ گیند تو مل گئی، لیکن مکینک لڑکے نے شرارت میں اپنے ہاتھ میری پتلون پہ رگڑ دیے۔ اسکول کی پتلون میں نے اس لیے پہن لی تھی کہ کل ماسی آئے گی تو دھو دے گی، لیکن ماسی نے چھٹی کر لی۔

اُف کہاں جاؤں؟ کیاں کروں؟ یاد آیا کہ امی زِپ درست کر لیتی ہیں۔ پہلے بھی کئی بار درست کر چکی ہیں۔ میں نے باورچی خانے میں جا کر کہا: ''امی! پتلون کی زِپ خراب ہوگئی ہے۔''

''تو میں کیا کروں؟'' انھوں نے ڈانٹنے والے انداز سے کہا: ''رات کو اپنا یونی فارم چیک کر لینا

بیوی کی گزر بسر کے لیے کافی ہوتے۔ دونوں میاں بیوی کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی جس کی کمی دونوں کو بہت محسوس ہوتی تھی اور وہ نیک اولاد کے لیے اللہ میاں سے دعائیں مانگتے رہتے تھے۔ بچوں کی غیر موجودگی انھیں افسردہ بھی کر دیا کرتی تھی، مگر اسے اللہ کی رضا جان کے مطمئن ہو جایا کرتے تھے۔ لکڑہارے نے گھر کا سُونا پن دور کرنے اور اپنی بیوی کا دل بہلانے کے لیے ایک توتا پال رکھا تھا۔ توتے کی ٹیں ٹیں اور بول چال چھوٹے سے گھر میں رونق لگائے رکھتی تھی۔ لکڑہارے کی بیوی اس توتے سے بے حد پیار کرتی تھی۔ اس توتے کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس کے پَروں میں سے دو چمکتے ہوئے پَر سنہرے رنگ کے بھی تھے۔ ان پَروں کی چمک اتنی تھی کہ وہ سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ اس خوبی نے اس توتے کی خوب صورتی میں چار چاند لگا دیے تھے۔ سارے قصبے میں لکڑہارے کے اس توتے کی دھوم تھی۔ بہت سے لوگوں نے لکڑہارے اور اس کی بیوی سے اس توتے کو منھ مانگے داموں میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چاہیے تھا نا؟'' وہ ابو کے لیے ناشتا بنا رہی تھیں، اس لیے کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھیں۔
بات تو وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں، مگر اس وقت تو دیر ہو رہی تھی۔ اسکول کی وین آ جاتی تو مصیبت آ جاتی۔

''امی! آج میرا پرچہ ہے نا! بس آپ زِپ صحیح کر دیجیے۔''

''اپنی باجی سے کرا لو۔''

میں دوڑا ہوا ان کے پاس گیا تو ننھے کے ساتھ لوڈو کھیل رہی تھیں۔

''باجی! میرے پتلون کی زِپ خراب ہوگئی ہے۔'' میں نے رو دینے والی آواز میں کہا۔

''اچھا میرے پاس رکھ دو۔ میں اپنی گیم ختم کرلوں، اس کے بعد درست کر دوں گی۔ وین تو دیر سے آتی ہے نا؟''

خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، مگر دونوں میاں بیوی اس توتے کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتے تھے، اس لیے انھوں نے توتے کو فروخت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اس قصبے میں رحمو نام کا ایک لڑکا بھی رہتا تھا۔ جو قصبے کے واحد حلوائی کا اکلوتا، مگر نکّما بیٹا تھا۔ حلوائی کی شدید خواہش تھی کہ رحمو کاروبار میں اس کا ہاتھ بٹائے، مگر رحمو کا کام دن بھر شیخیاں بگھارنا اور جادوئی کہانیاں پڑھنا تھا۔ جادوئی کہانیاں پڑھ پڑھ کر وہ اپنے آپ کو بھی کسی طلسمی کہانی کا کردار سمجھنے لگا تھا اور کسی جادوئی ذریعے سے پیسے کمانا اس کی زندگی کا واحد مقصد بن کر رہ گیا تھا۔ اس نے جانے کہاں سے سن لیا کہ لکڑ ہارے کا توتا کوئی عام توتا نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جادوئی توتا ہے۔ اس کے دونوں سنہرے پَروں کو روشنائی میں ڈبو کر مخصوص طریقے سے جو بھی لکھا جائے گا وہ سچ ہو جائے گا۔ جو تصویر بنائی جائے گی وہ حقیقت کا روپ دھار لے گی۔ یہ سب کچھ جانتے ہی وہ لکڑ ہارے اور اس کی بیوی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''نہیں، آج جلدی آئے گی۔ آج تو پرچہ ہے نا؟ پرسوں تو وین کا ٹائر پنکچر ہوگیا تھا، اس لیے وہ دیر سے آئی تھی۔'' میں نے وضاحت کی۔

''اچھا ٹھیک کیئے دیتی ہوں، بابا! تم جا کر سوئی دھاگے کا ڈبا لے آؤ۔''

میں دوڑتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا اور سلائی مشین کی دراز سے ڈبا نکال کر لے آیا۔ باجی نے ڈبے سے بلیڈ نکال کر سلائی کاٹ دی اور زِپ نکال دی۔ زِپ رواں ہوگئی۔ اب انھیں زِپ کے دونوں کناروں کی سلائی کرنا تھی، جو ہاتھ کا کام تھا۔ انھوں نے ابھی پہلا ٹانکا لگایا تھا کہ سوئی ان کی اُنگلی میں چبھ گئی۔ تھوڑا سا خون بھی نکل آیا۔ میرے ساتھ بھی کئی بار ایسا ہوا تھا، مگر میں نے کبھی کوئی پروا نہیں کی۔ اس وقت نہ جانے کیا ہوا، باجی نے تو وہ اُدھم مچادیا جیسے کسی نے ان کی اُنگلی پر چھری پھیر دی ہو۔

کے پیچھے پڑ گیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح توتا اس کے ہاتھ فروخت کردیں، مگر دونوں نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی صاف انکار کردیا۔ ان کے اس حد درجہ انکار نے رحمو کا شک یقین میں بدل دیا کہ ہو نہ ہو یہ توتا جادوئی توتا ہے، جبھی یہ لوگ اسے کسی قیمت پر فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اب حال یہ تھا رحمو توتا حاصل کرنے کے لیے دن بھر مختلف منصوبے بناتا رہتا تھا۔ بہت سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس توتے کو چرائے بغیر کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ لکڑہارے کے گھر کی دیوار زیادہ اونچی نہیں تھی۔ رحمو کے خیال میں رات کے اندھیرے میں وہ آسانی سے اس دیوار کو پھلانگ کر توتے کا پنجرہ اُٹھا کے لاسکتا تھا۔ توتے کے شور سے بچنے کے لیے اس نے دو تین ہری مرچیں بھی رکھ لیں تھیں۔

ایک رات جب سب گہری نیند سو رہے تھے، رحموا پنے گھر سے نکلا۔ اس نے کالے رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ جس نے اسے تاریکی کا حصہ بنا دیا تھا۔ سارا قصبہ سنسان پڑا تھا دور دور تک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''ہائی اللہ! یہ کیا ہو گیا؟'' اس کے سوا ان کے منہ سے کچھ نکل ہی نہیں رہا تھا۔ ''اوئی میں مر گئی۔''

''باجی! کچھ نہیں ہوا۔ نل پر جا کر ہاتھ دھو لیں۔'' میں نے ہمدردی سے کہا۔

''میں نہیں لگا رہی زِپ۔'' انھوں نے جھنجلا کر کہا اور پتلون ایک طرف پھینک دی۔

میں نے باورچی خانے کا رخ کیا اور امی سے باجی کی شکایت کر دی۔ امی نے کہا کہ وہ ناشتا تیار کر چکی ہیں۔ خود لگا دیں گی۔ میں نے سوچا جب تک اپنی ڈبیا چیک کر لوں۔ اس میں بال پوائنٹ، پنسل، ربڑ اور شاپنر ہے یا نہیں۔ ڈبیا کھولی تو اس میں بال پوائنٹ نہیں تھا۔ حال آں کہ میں نے رات ہی کو رکھا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ارسلان لے گیا ہوگا۔ جب اس کی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو وہ میری ڈبیا سے نکال لیتا ہے۔ وہ اسکول جا چکا تھا۔ اب میں کہاں جاؤں؟

میں نے امی سے پیسے لیے اور دوڑتا ہوا دوکان تک گیا۔ دوکان بند تھی۔ پھر گھر کی طرف دوڑا،

کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ احتیاط سے چلتا ہوا لکڑ ہارے کے گھر جا پہنچا۔ آگے پیچھے نظر دوڑا کر وہ جھٹکے سے دیوار پر چڑھ گیا، مگر جب دوسری طرف اُترنا چاہا تو ایک دم اس کا پاؤں پھسلا اور زور دار آواز کے ساتھ رحمو لکڑ ہارے کے صحن میں جا گرا۔

لکڑ ہارا صحن میں بچھی ہوئی چارپائی پر سو رہا تھا۔ وہ رحمو کے گرنے کی زوردار آواز سے آنکھیں ملتا ہوا جاگ اُٹھا۔ حواس بحال ہونے پر کیا دیکھتا ہے کہ گھر کے صحن میں ایک اجنبی شخص سر سے لے کر پاؤں تک کالے کپڑوں اور چہرے پر نقاب ڈالے پڑا کراہ رہا ہے۔ لکڑ ہارے نے چور چور، کا شور مچا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کے گھروں سے لوگ ڈنڈے لے کر لکڑ ہارے کے گھر میں داخل ہو گئے۔ چور کو دیکھ کر غصہ تو سب کو بہت آیا، مگر اس کی یہ حالت اور درد بھری صدائیں سن کر اس چور کو اُٹھایا اور چارپائی پر لٹا کر اس کا نقاب اُلٹ دیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک اور بچے سے ٹکرا گیا جو اسٹیل کی چھوٹی بالٹی میں دودھ لے کر آ رہا تھا۔ دھکا لگنے سے دودھ گر پڑا اور سڑک سفید ہوگئی۔ وہ مرنے مارنے پر تُل گیا۔ میں نے دو تین بار معافی مانگی تو کہیں جا کر جان چھوٹی۔ اب دوڑنے کے بجائے اطمینان سے چلنے لگا، گھر کے قریب پاؤں پھسلا تو سڑک پر گر پڑا۔ وہ کیلے کا چھلکا تھا، جو کسی بدتمیز اور گنوار لڑکے نے پھینکا تھا۔ پھر یاد آیا کہ شام کو میں نے بھی تو ٹھیک اسی جگہ کھڑے ہو کر کیلے کھائے تھے۔ ممکن ہے وہ چھلکے میں نے ہی پھینکے ہوں۔

اچھا اب چھلکوں کے بجائے بال پوائنٹ کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ گھر پہنچ کر باجی سے کہا تو انھوں نے اپنا پرس کھول کر چمکیلا والا بال پوائنٹ مجھے دے دیا۔ چمکیلا بال پوائنٹ دیکھ کر ننھا مچل گیا اور ضد کرنے لگا کہ میں بال پوائنٹ سے لکھوں گا۔ چمکیلا بال پوائنٹ مجھے دو۔ میں نے بال پوائنٹ اپنی ڈبیا میں رکھا اور ڈبیا جا کر اپنے کمرے میں گدے کے نیچے چھپا دی۔ پھر اسٹور میں

نقاب کا اُلٹنا تھا کہ رحمو کا چہرہ سب کے سامنے آ گیا۔ لوگوں پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ چھوٹے سے قصبے میں سب لوگ ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں۔ رحمو کے ابا سب کی نظر میں ایک شریف انسان تھے، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان کا بیٹا رحمو اس طرح چوری کرتے ہوئے پکڑا جائے گا۔ رحمو کا بھی شرم اور درد سے حال بُرا تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے، تاکہ اسے لوگوں اور اپنے ابو کا سامنا نہ کرنا پڑے، مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

اس کے والد کو گھر سے بلوایا گیا۔ وہ آئے اور غصے میں لگے اس کو مارنے پیٹنے۔ بڑی مشکل سے قصبے والوں نے رحمو کو بچایا۔ سب اس کی اس گھٹیا حرکت کی وجہ جاننا چاہتے تھے۔ پہلے تو ندامت کے مارے رحمو کی آواز نہ نکلی، مگر جب لوگوں کا دباؤ بڑھا اور پولیس کو بلائے جانے کی دھمکی دی گئی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جا کر اسکول ڈریس پہنا۔ چوں کہ میرے جوتوں میں تسمہ ہے، میں نے اسے گسنے کے لیے زور لگایا تو تسمہ ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گیا۔ یاد آیا کہ ایک جوڑی تسمہ فالتو ہے، مگر کہاں ہے؟

ذہن پر زور ڈالا تو یاد آیا کہ ننھے نے کل رات کو دونوں تسمے آپس میں باندھ کر لمبا کر لیا تھا، پھر اس سے اپنے کھلونا اونٹ کی گردن باندھ دی تھی اور اونٹ کو صحن میں دوڑاتا پھر رہا تھا۔ اونٹ پانی کی بالٹی میں مل گیا۔ ننھا اسے رات کو نہلا رہا تھا۔ پھر پتا نہیں کیا ہوا کہ اس نے اونٹ کو پانی میں ڈبو دیا۔ میں نے اس کی گردن سے تسمہ کھولا اور جوتے میں ڈال لیا۔ وہ گیلا ہو گیا تھا، اس لیے دشواری ہوئی۔ بہ ہر حال اب پاؤں سے جوتے کے نکلنے کا اندیشہ نہیں تھا۔

ابو کے ساتھ ناشتا کیا۔ اسکول کی وین آنے میں صرف دس منٹ رہ گئے تھے۔ وین آ گئی تو میں نے ڈبیا بستر کے نیچے سے نکالی اور وین میں سوار ہو گیا۔ امتحان ہال میں بیٹھنے سے پہلے میں نے اپنے دوست شجاع کو بتایا کہ میں نے آج اردو کے پرچے کی تیاری اچھی کر لی ہے، اُمید ہے کہ

تو ناچار رحمو نے اپنا منھ کھولا اور اپنی بے وقوفی کا سارا ماجرا قصبے والوں کو سنا ڈالا۔ رحمو کی بات سن کر کچھ لوگ تو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور رحمو کا مذاق اُڑانے لگے، جب کہ کچھ لوگ، جو اب بھی بھوت پریت اور جادو ٹونے کو حقیقت مانتے تھے، وہ اس بات کو آزمانے کا مشورہ دینے لگے۔ لکڑہارا اور اس کی بیوی اس بات کے سختی سے مخالف تھے، کیوں کہ اس سے ان کے توتے کو تکلیف پہنچتی، مگر جب سب کا اصرار بہت بڑھا تو انھیں بھی اجازت دینا پڑی۔

قینچی لائی گئی اور توتے کی ٹیں ٹیں کی پروانہ کرتے ہوئے اس کے دونوں سنہرے پَروں کو کتر دیا گیا۔ پڑوس کے گھر سے روشنائی لا کر، رحمو کو دیے گئے کہ وہ وہ جس طرح چاہے، اپنی اور مجمع میں موجود اپنے جیسے دوسرے لوگوں کی تسلی کر لے۔ رحمو نے ایک چھوٹا سا پرندہ بنایا اور انتظار کرنے لگا کہ کب اس کے بنائے ہوئے پرندے میں جان آئے اور آسمانوں میں اُڑتا چلا جائے، مگر کافی دیر بعد بھی اس تصویر میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں فرسٹ آؤں گا۔ میری بات سن کر وہ ہنسنے لگا۔ مجھے بُرا لگا۔ میں نے کہا کہ جب رزلٹ آئے گا، تب دیکھنا۔ وہ ہنسا اور ہنستا چلا گیا۔ جب ٹیچر نے پرچہ دیا تو میں رونے لگا اور روتا ہی چلا گیا۔ اس لیے کہ اس دن اردو کے بجائے سوشل اسٹیڈیز کا پرچہ تھا۔ میں نے آنسو پونچھ کر کسی نہ کسی طرح سے پرچہ حل کیا۔ سوشل اسٹیڈیز مجھے آتی نہیں تھی، مگر جتنی آتی تھی وہ لکھ دی۔ جی ہاں! اُمید ہے کہ اب میں امتحان میں بُرے نمبروں سے فیل ہو جاؤں گا۔ گھر آ کر میں نے کسی کو نہیں بتایا کہ پرچہ کیسا ہوا ہے، بلکہ اسے چھپا کر تکیے کے نیچے رکھ دیا۔

میز کی دراز کھول کر سالانہ امتحان کی ڈیٹ شیٹ دیکھی۔ اس میں بھی سوشل اسٹیڈیز لکھا تھا۔ تو پھر کیا بات تھی؟ ششماہی امتحان کی ڈیٹ شیٹ میں نے بہت سنبھال کر میز کی اسی دراز میں رکھی ہوئی تھی، کیوں کہ میں اس امتحان میں فرسٹ آیا تھا۔ اسے دیکھا تو اس میں آج کے دن اردو کا پرچا لکھا تھا۔ اتفاق سے تاریخ آج ہی کی تھی، البتہ مہینہ بدلا ہوا تھا۔ امتحان کی تیاری میں نے اسی ڈیٹ شیٹ کو دیکھ کر کر ڈالی تھی۔

کسی قسم کے زندگی کے آثار نظر نہ آئے تو رحمو کی پشیمانی اور بھی بڑھ گئی۔ جادو وغیرہ کے چکر میں پڑ کر اپنی اور اپنے والد کی عزت ہمیشہ کے لیے گنوا دینے کا احساس اس پر حاوی ہونے لگا۔ رحمو پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے لکڑہارے کے قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگنے لگا۔ لکڑہارے نے اسے اُٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ اس کے آنسو پونچھ کر کہنے لگا کہ بیٹا! تم میرے چھوٹے بھائی کی طرح ہو، اس لیے معافی مانگنے کی تو کوئی ضرورت نہیں، مگر میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ اصل جادو انسان کے اندر ہوتا ہے اور وہ ہے محنت کا جادو۔ اپنے بازوؤں کے زور پر حاصل کی گئی دولت چاہے جتنی بھی کم ہو، مگر اس میں برکت اور سکون دنیا کے کسی بھی خزانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ لکڑہارے کی سیدھی سچی باتوں نے رحمو کی آنکھیں کھول دیں۔ وہ آگے بڑھ کر اپنے والد کے گلے لگ گیا اور ان سے معافی مانگ کر اس نے آئندہ ان کا دست و بازو بننے کا عہد کیا اور محنت سے روزی کمانے لگا اور محنت کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اُصول بنا لیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انعامی سلسلہ ۲۸۸

معلومات افزا

س۔ف

درجِ ذیل ۱۰ سوالات کے جوابات ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۹ء سے قبل بھجوادیں۔ جواب کے ساتھ کوپن کا آنا ضروری ہے۔ تمام درست جواب دینے والے پندرہ نونہال انعام کے حق دار ٹھہریں گے۔ تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں انعام کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔

۱ ''ابوالانبیاء''.....کو کہا جاتا ہے۔ (حضرت آدمؑ ۔ حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت نوحؑ)

۲ فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر امن النوم'' کا اضافہ.....کی تجویز پر ہوا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔ حضرت عمر فاروقؓ ۔ حضرت عثمان غنیؓ)

۳ گوادر.....میں پاکستان کا حصہ بنا۔ (۱۹۴۸ء ۔ ۱۹۵۱ء ۔ ۱۹۵۸ء)

۴ پاکستان میں پہلا ٹی وی اسٹیشن.....میں قائم ہوا۔ (ڈھاکا ۔ کراچی ۔ لاہور)

۵ بابائے معاشیات.....کو کہا جاتا ہے۔ (ایڈم اسمتھ ۔ کارل مارکس ۔ ٹامس مالتھس)

۶ بچوں کے ادب میں سب سے نمایاں مقام.....کو حاصل ہے۔

(کرسچن اینڈرسن ۔ اے اے ملن ۔ باربرا کارٹ لینڈ)

۷ ''.....'' وہ دھات ہے جس پر تیزاب اثر نہیں کرتا۔ (ایلومونیم ۔ پلاٹینیم ۔ کرومیم)

۸ جرمن چانسلر اڈولف ہٹلر.....میں پیدا ہوا۔ (فرانس ۔ اٹلی ۔ آسٹریا)

۹ اردو زبان کا ایک محاورہ یہ ہے: ''آنکھوں پر.....پڑ جانا۔ (دھول ۔ دھوپ ۔ پردہ)

۱۰ معروف شاعر سیماب اکبرآبادی کے اس مشہور شعر کا دوسرا مصرع مکمل کیجیے:

عمرِ دراز مانگ کے لائی تھی چار دن دو آرزو میں.....گئے، دو انتظار میں (گزر۔کٹ۔چلے)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کوپن برائے معلومات افزا نمبر ۲۸۸ (دسمبر ۲۰۱۹ء)

نام : _____

پتا : _____

عمر : _____ تعلیم : _____

کوپن برائے بلاعنوان انعامی کہانی (دسمبر ۲۰۱۹ء)

عنوان : _____

نام : _____

پتا : _____

عمر : _____ تعلیم : _____

کوپن برائے نام بوجھیے (دسمبر ۲۰۱۹ء)

نام شخصیت : _____

نام نونہال : _____ عمر : _____ تعلیم : _____

پتا : _____

ایک کوپن، ایک نونہال کے لیے ہے۔ ایک ہی عنوان لکھیے۔
اپنا پتا صاف اور خوش خط لکھیے۔ کوپن کو A4 سائز کے کاغذ پر چسپاں کیجیے اور
۱۵ دسمبر ۲۰۱۹ تک بھجوا دیجیے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری ہمدرد فاؤنڈیشن کے فلاحی کاموں کا ایک حصہ ہے۔ ہر مہینے پورے پاکستان میں ہزاروں مریضوں کا مفت طبی معائنہ کرنے کے بعد مفت ادویات بھی دی جاتی ہیں۔ یہ فری موبائل ڈسپنسریاں کراچی، لاہور، ملتان، بہاول پور، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، سکھر، حیدرآباد اور آزاد کشمیر میں مستحق مریضوں کے لیے مخصوص ہیں۔

کراچی کے لیے چھے گاڑیاں درجِ ذیل علاقوں میں خدمت پر مامور ہیں

غازی آباد، گلشن بہار، اورنگی نمبر 13، قائم خانی کالونی، بلدیہ ٹاؤن، نیو کراچی سیکٹر D-11، سیکٹر F-11، نئی آبادی، یوسف گوٹھ، لیاری ایکسپریس وے، خدا کی بستی، کورنگی نمبر 2، کورنگی سو کوارٹرز، کورنگی نمبر 4، ونگی گوٹھ، محمود آباد، عمر گوٹھ، ایوب گوٹھ، مدرسہ انوارالایمان، سلطان آباد، مدرسہ منبع العلوم، وھیل کالونی، اکبر گراؤنڈ، مہاجر کیمپ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 3، شفیع محلّہ (لال مسجد)، نور شاہ محلّہ، مواچھ گوٹھ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 7، مشرف کالونی بلاک سی، ایف، ای اور اے روڈ، لیاقت آباد پیلی کوٹھی، کوثر نیازی کالونی، مجید کالونی اور ملیر۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جوابات معلومات افزا -۲۸۶

اکتوبر ۲۰۱۹ء میں شائع ہونے والے معلومات افزا-۲۸۶ کے درست جوابات ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔اس بار تمام درست جوابات دینے والے نونہالوں کی تعداد **۱۵** سے زیادہ تھی،اس لیے قرعہ اندازی کر کے **۱۵** نام نکالے گئے۔ان نونہالوں کو ایک ایک کتاب روانہ کی جائے گی۔باقی نونہالوں کے نام شائع کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ حضرت نوحؑ کے بیٹوں میں سے ایک نافرمان بیٹا کعنان اپنی کافرماں کے ساتھ پانی میں ڈوب گیا تھا۔

۲۔ غزوہ احد اور خندق میں کافروں کے سردار حضرت ابوسفیانؓ تھے، جو بعد میں مسلمان ہوئے۔

۳۔ قدیم شہنشاہیت اب تک صرف جاپان میں قائم ہے۔

۴۔ انگلستان اور شمالی آئرلینڈ کے الحاق سے ۱۶۰۳ء میں سلطنتِ برطانیہ قائم ہوئی۔

۵۔ ''لسان العصر'' مشہور شاعر اکبرالہٰ آبادی کو کہا جاتا ہے۔

۶۔ مشہور کتاب ''کولتار'' کے مصنف عظیم بیگ چغتائی ہیں۔

۷۔ ''Porcupine'' انگریزی زبان میں خارپشت کو کہتے ہیں۔

۸۔ دنیا کی واحد رنگین گیس کلورین ہے جو سبز مائل زرد رنگ کی ہوتی ہے۔

۹۔ اردو زبان کی ایک مثل ہے: ''وہم کی دوا حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھی۔''

۱۰۔ حضرت ابراہیم ذوقؔ کے اس شعر کا دوسرا مصرع اس طرح درست ہے:

اے ذوقؔ کسی ہم دمِ دیرینہ کا ملنا　　بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

قرعہ اندازی میں انعام پانے والے خوش قسمت نونہال

☆ کراچی: واینا جنید، فاطمہ تحریم، محمد سہیل تونسوی، حافظ سیف اللہ پشاوری، ماہم طارق، زبیر سلطان محمود۔

☆ تعلقہ ٹیاری: تیمور جان بہلم پٹھان ☆ راولپنڈی: حسین شفیق اسلم ☆ لاہور: زین العابدین۔

☆ میرپور خاص: محمد بلال عزیز ☆ کالا گجراں: سیماں کوثر ☆ ڈیرہ اسماعیل خان: محمد احتشام خان۔

☆ قلعہ دیدار سنگھ: سمیع اللہ ☆ میاں چنوں: محمد عبداللہ اعجاز ☆ جھنگ صدر: محمد عدیل حسنین۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۱۰ درست جوابات دینے والے قابل نونہال

☆ کراچی: رباب فاطمہ، وردہ شاہ، محمد عباس شیخ، سیدہ مریم محبوب، سید شہظل اظہر، سید عفان علی جاوید، سید یشل علی اظہر، سیدہ جویریہ جاوید، سید صارم علی، عبیرہ انصاری، محمد عاقب مصطفیٰ، وردہ مصطفیٰ، حسان خالد، ارسلان احمد، عائشہ احمد، نمرہ فیصل ☆ تعلقہ مٹیاری: انوشہ جان بہلم پٹھان، شیر جان بہلم پٹھان ☆ راولپنڈی: ہانیہ نور بٹ، محمد سلمان بٹ، ملک محمد احسن، شاز را حمد، محمد وقار الحسن ☆ لاہور: حفصہ سجاد، رامین سجاد ☆ میر پور خاص: اسما خان ☆ حیدر آباد: سید محمد حسین شاہ، محمد یوسف قریشی، عائشہ ایمن عبداللہ ☆ تلہ گنگ: محمد حسان عبداللہ ☆ پھُل شہر: جاوید ابراہیم پھُل ☆ ڈیرہ غازی خان: علی عمران کلاچی ☆ مظفر گڑھ: احمد خاں لغاری۔

۹ درست جوابات بھیجنے والے سمجھ دار نونہال

☆ کراچی: محمد عفان صدیقی، اُسید الرحمٰن، عائشہ کاشف، غلام محمد سرور، صادق، عادل امیر، رابیعہ، رقیہ محمد عقیل شاہ، سیدہ سالکہ محبوب، محمد سفیان فیصل، علینا اختر، یمنیٰ شیخ، سیدہ ناہید نرگس، عبدالرحمٰن عارف، محمد حذیفہ آفتاب ☆ لاہور: امتیاز علی ناز، اُسامہ ضیا ☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ: سعدیہ کوثر مغل ☆ اسلام آباد: اشتیاق سرور اعوان ☆ نواب شاہ: ثانی زہرا ☆ حیدر آباد: سعد محمود ☆ اوکاڑہ کینٹ: محمد جہاں زیب۔

۸ درست جوابات بھیجنے والے علم دوست نونہال

☆ کراچی: شہباز خان بن سرفراز خان، عبید سردار، یمنیٰ بنتِ صدیق بکر، فرحین فراز، نور العین، زینب ناز سلطان، محمد حاشر سلمان، محمد بن جواد، عبیرہ طیب خان ☆ پرانا سکھر: محمد حسیب ☆ ٹیکسلا: ماہین خالد ☆ دینہ: محمد عبداللہ حسن ☆ خانیوال: محمد گورش خان ☆ لاہور: ولید اشرف ☆ ٹنڈو الہیار: آمنہ آصف کھتری۔

۷ درست جوابات بھیجنے والے ذہین نونہال

☆ کراچی: محمد عباس زاہد، مجتبیٰ احمد ☆ کوئٹہ: سید عمر ☆ گوجرانولہ: محمد شہیر یوسف ☆ میر پور خاص: محمد مزمل احمد۔

۶ درست جوابات بھیجنے والے محنتی نونہال

☆ کراچی: محمد عزیر محمد نعیم، سدرہ ہمایوں بیگ، شعیب عبدالرحیم۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کے جمیل جالبی

رانا محمد شاہد

علم و تحقیق کے حلقے کا ایک بڑا نام ڈاکٹر جمیل جالبی تھے، جو ۱۸/اپریل ۲۰۱۹ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب ان بڑے ادیبوں میں سے تھے جو بچوں کے لیے بھی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کو بچپن سے ہی لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ انھوں نے بچپن سے ہی کہانیاں لکھنا شروع کر دی تھیں۔ صرف ۱۲ سال کی عمر میں انھوں نے اپنی پہلی تخلیق ''سکندر اور ڈاکو'' کے نام سے کہانی لکھی، جو اسکول میں بطور ڈرامہ بھی پیش کی گئی۔ ان کی پہلی تحریر دہلی سے شائع ہونے والے رسالے ''بنات'' میں شائع ہوئی۔ سب سے پہلی کتاب ''جانور ستان'' کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ جارج آرول کے ناول کا ترجمہ تھا۔

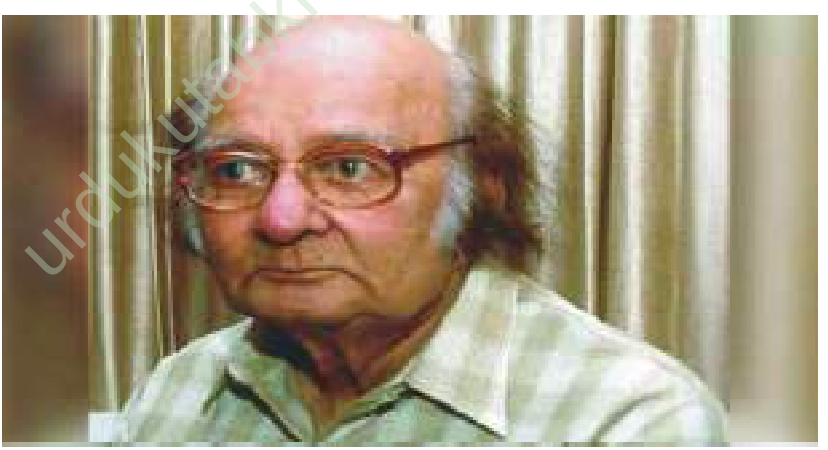

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہا جاتا ہے کہ بڑے ادیب بچوں کے لیے لکھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، مگر ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی تمام مصروفیات کے باوجود بچوں کے لیے کہانیاں ضرور لکھتے تھے۔ ننھے بچوں کے لیے ان کی لکھی ہوئی کہانیاں بید کی کہانیاں، بلیاں، حضرت امیر خسرو، چھن چھن چھن چھن اور نئی گلستاں بہت مشہور ہوئیں۔اس کے علاوہ انھوں نے بچوں کے لیے فسانۂ آزاد کے مزاحیہ کردار خوجی پر مبنی داستان ''خوجی پر کیا گزری'' کے عنوان سے رسالہ ''ہونہار'' کے لیے قسط وار تحریر کی۔

''خوجی پر کیا گزری'' ایک دل چسپ سلسلہ تھا۔ جسے بچے نہ صرف شوق سے پڑھتے تھے بلکہ اس کی نئی قسط کا انتظار بھی کیا کرتے تھے۔''حیرت ناک کہانیاں''، ''خوبی'' اور اپنی دوسری کہانیوں کی صورت میں انھوں نے بچوں کے لیے ایسا علمی ورثہ چھوڑا ہے جس سے آنے والی نسلیں سیراب ہوتی رہیں گی۔

ابتدائی عمر سے ہی انھیں کتاب لکھنے کا شوق تھا۔ایک انٹرویو میں اپنے اس شوق کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں: ''جب میں چھوٹا تھا تو اکثر میری پٹائی اس بات پر ہوتی تھی کہ میں کاپیاں پھاڑ کر ان سے کتاب بناتا تھا اور دوپہر کو جب سب لوگ سو جاتے تھے، میں غسل خانے میں چھپ کر کاپیوں کے ورق علیحدہ کرتا، ان سے کتاب بناتا اور اپنے کورس کی کتاب اس پر نقل کر کے اپنا نام نمایاں طریقے سے لکھ دیتا.....محمد جمیل خان۔اس سے ابا جی بہت خوش ہوتے تھے، لیکن ہمارے اسکول کے ہیڈ ماسٹر کو میری اس قسم کی سرگرمیوں سے سخت شکایت رہتی تھی۔ وہ اکثر ابا جی سے شکایت کر دیتے تھے کہ یہ کاپیاں پھاڑ دیتا ہے۔'' جالبی صاحب کی اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب لکھنے یا مصنف بننے کا رجحان شعوری طور پر ان میں بچپن سے موجود تھا۔

بچوں کے رسالے ہمدرد نونہال کے مدیر مسعود احمد برکاتی بچوں کے ادب کا ایک بڑا نام تھے۔ان کی یہ خوبی تھی کہ وہ ان نامور بڑے ادیبوں سے بچوں کے لیے بھی کچھ نہ کچھ لکھوا لیتے تھے، صرف

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بڑوں کے ادب تک محدود تھے۔ یہ مسعود احمد برکاتی کا ہی کمال تھا کہ انھوں نے ڈاکٹر جمیل جالبی سے نادان بکری، ناشکرا ہرن، نادانی کی سزا، قصہ ایک بھیڑیے کا، دو دوست دو دشمن، دو چوہے اور مغرور لومڑی جیسی بہترین کہانیاں لکھوائیں اور ڈاکٹر صاحب نے بھی بڑی محبت سے وہ شاہکار کہانیاں لکھیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی بچوں کے لیے لکھنے کے ساتھ ساتھ اس فکر میں بھی مبتلا رہتے تھے کہ بچوں کے لیے بہت کم لکھا جا رہا ہے۔ اس فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''قوم کے ادیب بڑے بوڑھے اور راہبر و راہنما یہی کہتے ہیں کہ بچے قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، لیکن جیسے وہ اپنے مستقبل سے بے پرواہ ہو گئے ہیں، اسی طرح بچوں کے مستقبل سے بھی لاتعلق ہیں۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے لکھنے والے ہیں۔ سب ایک سے ایک طرم خاں، مگر کیا مجال کہ بچوں کا ذرا بھی خیال ہو۔ نہ ان کے لیے لکھتے ہیں، نہ ان کے لیے سوچتے ہیں۔ کہتے ہی جاتے ہیں کہ بچے قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ ذرا ان سے کوئی یہ تو پوچھے کہ قبلہ! آپ کی بات سر آنکھوں پر، لیکن آپ نے خود بچوں کے لیے کیا لکھا ہے؟ بچوں کو تو روز ایک کتاب چاہیے۔ اچھی لکھی ہوئی، اچھی چھپی ہوئی۔ تصویروں اور خاکوں سے بنی ہوئی۔ جن سے ان کی تربیت ہو، جنھیں پڑھ کر وہ سوچیں، سمجھیں۔ ان کی معلومات میں اضافہ ہو۔ ان کا ذہن کھلے اور مستقبل کے لیے وہ تیار ہو جائیں۔''

میں نے جب نیا نیا لکھنا شروع کیا تو انہی دنوں ہمدرد نونہال میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی کہانی ''ناشکرا ہرن'' پڑھی۔ وہ کہانی آج بھی ذہن پر نقش ہے۔ میں نے تھوڑی مشقت کے بعد لائبریری سے نونہال کا وہ شمارہ نکالا۔ اپریل ۱۹۹۵ء کا وہ شمارہ دیکھا اور ڈاکٹر صاحب کی کہانی پھر سے پڑھی تو اپنے بچپن کا زمانہ اور بچپن کے سارے رنگ آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس مختصر سی کہانی میں ایک بڑا پیغام دیا تھا۔ یہ کہانی میں اس تحریر کا حصہ بنا رہا ہوں، تاکہ نئے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پڑھنے والے نونہال نہ صرف اس سے لطف اندوز ہوں بلکہ وہ پیغام بھی لے سکیں۔

''ناشکرا ہرن''..... یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب بندوق ایجاد نہیں ہوئی تھی اور لوگ تیر کمان سے شکار کھیلتے تھے۔ ایک دن کچھ شکاری شکار کی تلاش میں جنگل میں پھر رہے تھے کہ اچانک ان کی نظر ایک ہرن پر پڑی۔ وہ سب اس کے پیچھے ہو لیے۔ شکاری ہرن کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے اور ہرن اپنی جان بچانے کے لیے تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ جب وہ بھاگتے بھاگتے تھک گیا تو ایک گھنی انگور کی بیل کے اندر جا چھپا۔ شکاریوں نے اسے بہت تلاش کیا، لیکن اس کا کچھ پتا نہ چلا۔ آخر مایوس ہو کر وہ وہاں سے لوٹنے لگے۔ جب کچھ وقت گزرا تو ہرن نے سوچا کہ اب خطرہ ٹل گیا ہے اور وہ بے فکر ہو کر مزے سے اسی انگور کی بیل کے پتے کھانے لگا، جس میں وہ چھپا ہوا تھا۔ ایک شکاری جو سب سے پیچھے تھا جب وہاں سے گزرا تو انگور کی بیل اور اس کے گچھوں کو ہلتے دیکھ کر سمجھا کہ یہاں ضرور کوئی جانور چھپا ہے۔ اس نے تاک کر کئی تیر مارے اتفاق سے ایک تیر ہرن کے جا لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مرتے ہوئے ہرن نے اپنے دل میں کہا: ''اے بد بخت! تیری ناشکری کی یہی سزا ہے۔ مصیبت کے وقت جس نے تجھے پناہ دی تُو نے اسی پر ظلم ڈھایا۔'' اتنے میں شکاری بھی وہاں پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی ہرن مرا پڑا ہے۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہانی کاہل میاں کی

بینا صدیقی

کاہل میاں کو اپنے مٹاپے کے علاوہ جس چیز سے پیار تھا وہ تھی سائنس کی ترقی، کیوں کہ سائنس کی پیدا کی ہوئی سہولتیں ان کے مٹاپے کو برقرار رکھنے میں ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔ یہ جاننا مشکل تھا کہ کاہل میاں اپنی کاہلی کی وجہ سے اس قدر موٹے ہو گئے تھے یا مٹاپے کی وجہ سے کاہل ہو چلے تھے؟ خیر، ان کے وزن سے پہلے ان کے نام کا تعارف کرا دیں تو بہتر ہوگا۔ نام تو ان کے دادا جان نے بڑے پیار اور ارمان سے کامل میاں رکھا تھا اور تھا بھی بہت اچھا تھا، لیکن کاہل میاں نے کاہلی کا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

روگ ایسا پالا کہ وہ ہر ایک کی نظر میں کاہل سے کاہل ہو گئے۔ گویا کاہل میاں۔ جب بھی کوئی کام کرنے کے لیے کہا جاتا تو فوراً ہی کہہ دیتے کہ یہ تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں، یا میں نہیں کروں گا یا مجھے کرنا ہی نہیں آتا۔ ہاتھ پیر مارنے کی عادت جھولے میں ہی ترک کر دی تھی۔ بڑے ہونے کے بعد جو کام ان کو سکھائے گئے وہ لاڈلا ہونے کی وجہ سے سکھانے والوں کو خود ہی کرنے پڑتے تھے۔ اسکول جانے کی عمر ہوئی تو انھیں پتا چلا کہ اسکول میں امی جیسی کسی سہولت کا وجود نہیں، جو منھ میں نوالے رکھے اور جوتے کا کھلا ہوا فیتہ باندھے۔ سو بھوکے پیاسے روتے گھر پہنچتے اور امی سے خوب لاڈ اُٹھواتے جیسے کوئی پہاڑ سر کر کے آئے ہوں۔

آرام اور کھانا کاہل میاں کی زندگی ان دو کاموں کے گرد گھومتی تھی۔ کھانے سے پہلے آرام، آرام کے بعد کھانا اور کھانے کے بعد پھر کھانا۔ ان کو ہر قسم کی محنت سے نفرت تھی۔ جب کچھ بڑے ہوئے اور معلوم ہوا کہ دنیا میں سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ہر کام ٹیکنالوجی کی مدد سے صرف بٹن دبا کر ہو سکتا ہے یہ جان کر تو وہ ہر قسم کے بٹنوں کے عاشق ہی ہو گئے۔ ہر وقت ان چکروں میں رہتے کہ بٹن دبائیں اور کام ہو جائے۔ صرف کھانے اور آرام کی اس بے ڈھب روش نے ان کو ایک ہی چیز دی تھی اور وہ تھا ان کا بے حساب وزن، یعنی مٹاپا۔

کاہل میاں کا فرمان تھا: ''یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اس میں ہر کام اُنگلی کے اشارے سے ہو جاتا ہے۔ پھر باقی جسم کو تکلیف دینا دراصل ان تمام سائنس دانوں سے زیادتی ہے، جنھوں نے یہ ساری ایجادات سے انسانوں کے لیے آسانیاں مہیا کی ہیں۔''

کاہل میاں کے لیے اسکول سے چھٹی کا دن ایسا ہوتا تھا جس میں وہ بستر میں غروب ہوتے تو دیکھتے جاتے، مگر طلوع نہیں ہو پاتے۔ ایسے ہی ایک چھٹی کے دن دوپہر ہونے کو آئی تھی اور کاہل میاں بستر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ امی نے پیار سے آواز دی: ''بیٹا! کامل! ہرا دھنیا تو لا دو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مجھے۔محسن جا رہا تھا سب کچھ اسی سے منگا لیا،مگر اس وقت ہرا دھنیا منگوانا بھول گئی تھی۔''محسن کاہل میاں کے بڑے بھائی تھے۔کاہل میاں کی کاہلی پہ سخت چوٹ پڑی کہ نرم گرم بستر سے نکل کر سبزی والے کے ٹھیلے تک جائیں تو کیسے جائیں۔سو بستر میں کسمساتے ہوئے لحاف منہ سے سرکایا اور ارشاد فرمایا:''امی! کیا ہرے دھنیے کے بغیر کھانا نہیں پک سکتا؟ سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے اور آپ ہیں کہ کھانا پکانے کے لیے ہرے دھنیے کی محتاج ہیں؟''

امی جھنجلا اُٹھیں،لیکن بیٹا لاڈلا تھا۔اس کے قریب آ کر نرمی سے بولیں:''بیٹا! ہرا دھنیا اور پودینے سے رائتہ بنانا ہے۔پودینہ تو فرج میں رکھا ہے۔تم جانتے ہو کہ تمھارے ابو اور بھائی رائتے کے بغیر بریانی نہیں کھاتے،تمھاری پسند کی بریانی بنائی ہے۔بس جلدی سے ہرا دھنیا لا دو میرے بچے! شاباش۔''

کاہل میاں منہ پھاڑ پھاڑ کے جمائیاں لیتے ہوئے بولے:''کیا رائتہ دھنیے پودینے کے بغیر بنانے کی کوئی جدید ٹیکنالوجی دریافت نہیں ہوئی امی!''

اب تو امی کو بھی غصہ آ گیا:''حد کرتے ہو کامل! تم کچھ زیادہ ہی کاہل ہوتے جا رہے ہو۔سب تمھیں کامل کے بجائے کاہل ٹھیک ہی کہتے ہیں۔اُٹھو دوپہر کے دو بجنے والے ہیں۔تمھارے ابو اور محسن صبح نو بجے سے سائٹ پہ گئے ہیں۔ابھی آ کر کھانا مانگیں گے مجھے دھنیا لا کر دو۔''امی نے غصے سے کامل میاں کا لحاف کھینچ لیا۔

امی! سائنس کی ترقی کے اس دور میں آپ مجھے سبزی والے کے ٹھیلے تک بھیج رہی ہیں۔ایک معمولی سا ہرا دھنیا لانے کو؟ یہ دیکھیں موبائل پہ اب راشن شاپ ہے۔آن لائن سبزی گوشت منگایا جا سکتا ہے۔صرف بٹن دبا کے ہرا دھنیا آرڈر کر سکتا ہوں۔''کامل میاں نے ہاتھ مار کے میز سے اپنا موبائل اُٹھا لیا۔

امی سر پر ہاتھ مار کے کچن میں چلی گئیں۔جب کہ کاہل میاں موبائل کے بٹن دبانے لگے۔ویب

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سائٹ میں سبزیوں کا خانہ کھول کے لگے سر کھجانے کہ تمام سبزیوں کے نام انگریزی میں لکھے تھے اور کاہل میاں صرف کھانے پینے میں اوّل تھے۔ باقی ہر مضمون میں وہ پھسڈی تھے۔ ہرا دھنیا کی انگریزی دیکھنے کو گوگل کھول کے بیٹھے، لیکن کچھ سمجھ نہ پائے کہ اتنے میں امی نے آواز دی: ''کامل بیٹا! تمھارے ابو اور بھائی آ گئے ہیں اور کھانا بھی لگا دیا ہے۔ آ جاؤ۔'' کھانا لگ جانے کا اعلان واحد چیز تھی جو کاہل میاں کو حرکت میں لا سکتی تھی فوری طور پہ بستر سے چھلانگ مار کر اُترے اور منھ پہ چھپاکے مارنے دوڑے کہ ایسا کیے بغیر امی سے ڈانٹ کھانی لازمی تھی۔

''امی! کاہل میاں کا مٹاپا بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ نے دیکھا تھا۔ آج وہ کرسی پہ بیٹھے تو ان کا جسم کرسی کی دونوں جانب لٹک رہا تھا۔'' دوپہر کے کھانے کے بعد کاہل میاں جب دوبارہ بستر میں ڈوب گئے تو سبز چائے پیتے ہوئے محسن بھائی نے ماں باپ سے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

''ہاں یہی پریشانی مجھے بھی ہے۔ سوچ رہا ہوں، نئی کرسیاں بنوالوں، ذرا بڑے سائز کی۔ بے چارہ کامل پھنس پھنسا کے بیٹھتا ہے۔ سکون سے بیٹھے گا بڑی کرسیوں پہ۔'' ابو اخبار تہ کرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولے۔

''حد ہوگئی ابو! میں کامل میاں کے مٹاپے کو کم کرنے کو کہہ رہا ہوں اور آپ ہیں کہ بڑی کرسیاں بنوا کے اس کا مٹاپا بڑھانے کے لیے مزید گنجائش پیدا کر رہے ہیں۔'' محسن بھائی نے سر تھام لیا۔

''اچھا اب تم اتنا بھی نہ گھبراؤ۔ بچہ ہے، کھانے پینے کا شوقین ہے۔ اس عمر میں بچے گولو مولو ہی اچھے لگتے ہیں۔'' امی بھی لاڈ بھرے لہجے میں بول اُٹھیں۔

''کھانے پینے کا شوقین ہونا اور بات ہے، لیکن وہ تو اپنی جگہ سے ہل کے پانی تک نہیں پیتا۔ اتنا کھانے کے بعد بستر پہ لیٹا رہتا ہے۔ اتنی کاہلی اس کے مٹاپے کو خطرناک بنا رہی ہے۔'' محسن بھائی جھنجلا کے بولے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''کل اسے لیموں کا جوس اور سونف کا پانی پلایا تھا۔تمھاری پھپھو نے کہا تھا کہ اس سے وزن کم ہوتا ہے۔تمھاری پھپھو کو بھی تو میرے بچے کا وزن کاٹتا ہے نا؟'' امی خفا ہو کے بولیں۔

''تو بچوں کی خالہ جان بھی تو وزن کم کرنے پہ لیکچر دے کر گئی تھیں پچھلے اتوار کو۔ وہ یاد نہیں آپ کو، جس کو سن کے میرا خون اتنا کھولا تھا کہ میرا اپنا آدھا کلو وزن گھٹ گیا تھا۔'' ابو غصے سے بولے۔

''افوہ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو ہلانے جلانے کی کوشش کریں ورنہ وہ ہر کام مشین سے لینے کے چکروں میں ہاتھ پیر ہلانے سے بھی جائے گا۔ پھپھو ہوں یا خالہ، ہماری دشمن تو نہیں ہیں ناں، وہ کامل میاں کی بھلائی کے لیے ہی تو کہتی ہیں۔'' محسن بھائی نرمی سے بولے۔

''بس بس رہنے دو۔آج چھٹی کے دن میرے ساتھ سائٹ کیا چلے گئے! مجھ پہ احسان جتا رہے ہو؟ محسن! تم منے سے بارہ سال بڑے ہو۔تم دیکھنا وہ تمھاری عمر میں آئے گا تو تمھارے ذمے داریاں بھی سنبھال لے گا۔ابھی اسے کھانے پینے اور تفریح کرنے دو۔'' ابو نے غصے میں دوٹوک فیصلہ سنا دیا۔امی بھی سر ہلا رہی تھیں۔محسن بھائی خاموش ہو گئے۔ یہ ساری گفتگو چھپ کے سننے والے کامل میاں کے تو مزے ہو گئے۔

اب کامل میاں دن رات آرام کیا کرتے تھے۔بٹن دبا کے اسکول پہنچنے کو گاڑی تھی۔اس میں شیشہ بھی بٹن دبانے سے کھلتا اور بند ہو جاتا تھا۔موبائل کے بٹن دبا کے جب جی چاہتا کھانا منگا لیا کرتے۔ خاص کر ان دنوں میں جب امی کی طبیعت خراب تھی اور وہ صرف سبزیاں پکا رہی تھیں۔موٹے تازے کامل میاں کو تازہ سبزیوں سے کوئی دل چسپی نہ تھی۔ان کو لوکی، بھنڈی اور توری بالکل نہیں کھانی تھی۔ چنے اور ارہر کی دال سے ان کی جان نکلتی تھی۔ایسے میں کامل میاں موبائل کے بٹنوں پہ خوب پھرتی دکھا رہے تھے اور دھڑا دھڑ بازار کے پیزے، برگر اور گھی اور مرچوں سے بھرپور بریانی کے آرڈر کر رہے تھے۔اکثر چیزیں بستر پر ہی کھاتے پیتے۔جس کی وجہ سے بستر کسی کباڑیے کا بستر معلوم ہوتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تھا۔جگہ جگہ سالنوں کے داغ اور برگر کے کاغذ بکھرے ہوئے تھے۔اس گندگی میں ایک ہی چیز ترقی کر رہی تھی اور وہ تھی کاہل میاں کا مٹاپا! جو دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا تھا۔

رات کو بازار کی نہاری، صبح بازار کی حلوہ پوری کے بعد اب اسکول میں بھاری بھرکم کئی منزلہ برگر خوب سارا پنیر ڈال کے کھا رہے تھے کہ عجیب سا چکر آیا اور کاہل میاں اسکول کی کینٹین میں ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔اسکول سے اطلاع ملی تو امی کے ہاتھ پیر پھول گئے اور کپکپاتے ہاتھوں سے ابو کا نمبر ملانے لگیں۔ابو دوڑے، بھاگے آئے۔کاہل میاں کو اسپتال پہنچایا گیا۔جہاں ان کے ڈھیر سارے ٹیسٹ کیے گئے۔امی، ابو اور محسن بھائی کا پریشانی سے بُرا حال تھا۔کسی کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس ننھے سے بچے پہ کیا گزری؟

پریشان صورت ڈاکٹر صاحب امی ابو کو ہوش اُڑانے والی باتیں بتا رہے تھے۔دیکھیے، بچے کی جو عمر آپ لوگ بتا رہے ہیں۔اس کے حساب سے بچے کا وزن بہت زیادہ ہے۔بچے کے خون میں چکنائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ بھی خدانخواستہ دل کا مریض بن سکتا ہے۔آپ لوگ اس کا بازار کا کھانا بالکل بند کر دیں۔کسی قسم کے روغنی کھانے نہ کھلائیے۔اگلے پندرہ دن تک صرف اُبلی ہوئی لوکی یا چنے کی دال کھلائیے۔روزانہ بچے کو صبح شام پیدل چلائیے اور پھر اس کے سارے ٹیسٹ دوبارہ کرائیے۔

کاہل میاں کو ہوش آیا تو ڈاکٹر کی یہ باتیں سن کر دوبارہ بے ہوش ہونے کا جی چاہا۔ہائے اُبلی ہوئی لوکی اور چنے کی دال؟ برگر نہاری اور بریانی..... جو میرے پکے دوست تھے.....اُف.....اور صبح شام پیدل چلنا؟ یعنی اپنے پاؤں کی مدد سے چلنا پڑے گا؟ اپنے ذاتی پاؤں.....کیسے لاڈ سے رکھے تھے میں نے، مجال ہے جو گھس جائیں۔ہائے.....

کاہل میاں ٹسر ٹسر رو دیے۔ڈاکٹر سے پوچھنے کی ہمت نہ پڑی کہ کیا کوئی ایسا بٹن بھی ہے روزانہ بستر میں لیٹے لیٹے واک کرا دے؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نونہال ادیب

نونہال قلم کاروں کی تحریریں جو اُنہیں آگے چل کر یاد دلائیں گی کہ اُنھوں نے لکھنے کا آغاز کیسے کیا تھا

- انعم توصیف، کراچی
- کاشف عمر
- ماہین خالد، ٹیکسلا
- وجیہہ ندیم، کراچی
- فاطمہ ناہید، کراچی
- علشبہ آصف، احمد پور شرقیہ
- عبدالرحمٰن امجد، ملتان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حضرت عمر فاروقؓ

انعم توصیف، کراچی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کی کنیت ابوحفص تھی۔ نبوت کے چھٹے سال ۲۷ برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل ہی وہ ایک معزز، پڑھے لکھے، بہادر، دلیر، معاملہ فہم ہونے کے ناطے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ انھیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حق و باطل میں بہترین انداز میں تمیز کرنے والے تھے۔ اس بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ''فاروق'' کے لقب سے نوازا۔ ان کے اسلام لانے سے دین کو خوب تقویت و مضبوطی ملی۔ مسلمان جو پہلے چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے بعد مسجد الحرام میں اعلانیہ نماز کرانے لگے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ہر ایک نے چھپ کر ہجرت کی، صرف عمر بن خطابؓ ایسے ہیں جنھوں نے علی الاعلان ہجرت کی۔ انھوں نے باقاعدہ کفار کو للکارا کہ کوئی انھیں ہجرت سے روک سکتا ہے تو روک لے، لیکن عمرؓ سے لڑنا اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کے برابر تھا۔

کفار ان سے خوف کھاتے تھے اور انھیں اللہ پاک کا خوف رہتا۔ کثرت سے رونے کی وجہ سے چہرے پہ دو سیاہ لکیریں سے بن گئی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد آپؓ ہی مسلمانوں کے خلیفہ بنے۔ حضرت ابوامامہ سہل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ ایک زمانے تک حضرت عمرؓ نے بیت المال سے کچھ نہ لیا۔ ان پر تنگی اور فقر و فاقہ کی نوبت آ گئی تو انھوں نے حضورؐ کے صحابہ کرام کو بلا کر ان سے مشورہ لیا۔

حضرت علیؓ نے کہا: ''آپؓ دو پہر اور رات کا دو وقت کا کھانا لے لیا کریں۔'' چناں چہ آپؓ نے حضرت علیؓ کے مشورے پر عمل کیا۔ زمانہ خلافت میں ایسا اونی جبہ پہنتے تھے جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ گرمیوں میں ایک جوڑا پہنتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ زمانہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خلافت میں حضرت عمرؓ کو دیکھا۔انھوں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند لگا رکھے تھے۔آپؓ چاہتے تو بیت المال میں سے خوب لے کر اپنی ذات پر خرچ کرتے، لیکن یہ ان کی انکساری و خاکساری تھی جو امیر المومنین ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزاری۔

یہ وہ خلیفہ تھے جن کی ۲۲ لاکھ مربع میل (تقریباً آدھی دنیا) پر حکومت تھی۔آپؓ کے دورِ حکومت میں جن ملکوں اور علاقوں کو فتح کر کے ان پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا،ان میں عراق، شام، دمشق،حمس، یرموک،بیت المقدس،کساریہ، تکریت، خوزستان، آذربائیجان، تبرستان، آرمینیہ، فارس، کرمان، سیستان، مکران، خراسان،مصر،سکندریہ سمیت دیگر علاقے شامل ہیں۔اتنے عظیم خلیفہ کا نہ کوئی پروٹوکول، نہ حاکموں جیسے ناز نخرے۔ان کا کہنا تھا کہ اگر میری خلافت میں ایک کتا بھی پیاسا مر جائے تو اس کے بارے میں مجھ سے پوچھ گچھ ہوگی۔

اپنی رعایا کا خیال رکھنے کا اس حد تک اہتمام فرماتے کے راتوں کو بھیس بدل کر گشت کرتے، تاکہ لوگوں کی پریشانیوں کا علم ہو سکے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔''(مسند احمد)

ذوالحج کے آخری دنوں میں ایک دن فارسی غلام ابو لولو نے آپؓ پر دورانِ نماز حملہ کیا۔چند دن زخمی رہ کر انھوں نے جس ہجری کلینڈر کا آغاز کیا، اس کی یکم تاریخ کو ہی شہید ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک کے برابر میں دفن ہوئے۔

آپ کو دیکھا جا رہا ہے

کاشف عمر

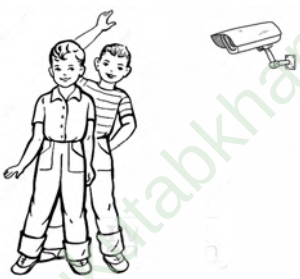

کاشان نیک، مگر غریب والدین کی اولاد تھا۔اس کے ابو سارا دن کام کاج کے سلسلے میں گھر سے باہر ہوتے۔شام کو تھکے ہارے آ کر چارپائی پر گر جاتے، لیکن امی نے اس کی خوب اچھی تربیت کی تھی، لیکن پھر نہ جانے کیا ہوا کاشان روز بروز بگڑتا جا رہا تھا۔یہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سب کچھ ہائی اسکول میں جانے کے بعد ہوا تھا۔ والدہ کو محسوس ہوا کہ ان کا بیٹا کسی غلط صحبت کا شکار ہو چلا ہے۔

کاشان اور امان کی ملاقات پہلی بات اسکول کی کینٹین میں ہوئی تھی۔ پھر دونوں کی دوستی حیرت انگیز طور پر بڑھتی چلی گئی۔ امان کی بُری عادتوں کے باوجود وہ امان کو چھوڑنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ اسے پاؤں تلے زمین نکلتی تب محسوس ہوئی جب پتا چلا کہ اس کا دوست چھوٹی موٹی چیزوں کی چوری کو خاطر میں نہیں لاتا اور بے دھڑک انتہائی پھرتی کے ساتھ دوستوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کر لیتا ہے۔ پہلے پہل تو کاشان روک ٹوک کرتا رہا، لیکن امان ٹس سے مس نہ ہوا۔ غیر محسوس طور پر کاشان دھیرے دھیرے اس کے رنگ میں رنگنے لگا۔ دونوں مل کر جیب خرچ پورا کرنے کے لیے دوسروں کی جیبوں اور چیزوں کا صفایا کرنے لگے۔

ایک دن کاشان اور امان بائیک پر سوار ایک سپر اسٹور کے سامنے تھے۔ آج دونوں کو زور کی بھوک لگی تھی۔ جیب میں ایک پائی بھی نہ تھی۔ آج دونوں نے اسکول سے بھی چھٹی کی تھی۔ بائیک ایک طرف کھڑی کی، اب دونوں کا رُخ اسٹور کے دروازے کی طرف تھا۔ اسٹور اچھا خاصا بڑا تھا۔ ہفتہ بھر پہلے بھی امان نے یہاں سے انتہائی پھرتی کے ساتھ نوڈلز کا ڈبہ بغلی جیب میں منتقل کر دیا تھا۔ دونوں اسٹور کے اندر ایسے ٹہل رہے تھے جیسے وہ کچھ خریدنے آئے ہوں۔

''میں ہاتھ صاف کروں گا تم اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑانا کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔'' امان نے کاشان کے بائیں کان میں سرگوشی کی۔

امان کے سامنے چاکلیٹ کے ڈبے پڑے تھے۔ وہ للچائی نظروں سے ان کو دیکھ رہا تھا۔ اگلے لمحے اس کا بایاں ہاتھ حرکت میں آیا۔ وہ ڈبا اُٹھانے ہی والا تھا کہ اسے اپنا ہاتھ دبتا محسوس ہوا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل زور سے دھڑکا، لیکن مڑ کر دیکھا تو کاشان اسے آنکھ کے اشارے سے روک رہا تھا اور ساتھ ہی کن انکھیوں سے چھت کی طرف دیکھنے کو کہا۔ جیسے ہی امان نے نگاہ اُٹھائی وہ کانپ کر رہ گیا۔ دونوں کیمرے کی آنکھ میں تھے۔ اوپر لٹکتے بورڈ پر موٹے حروف میں لکھا تھا: ''آپ کو دیکھا جا رہا ہے۔''

پہلی دفعہ جب یہاں آیا تھا تو کیمرے نہیں تھے۔

''شکر ہے تم نے بروقت بتلایا، ورنہ جانے کیا درگت بنتی۔'' دروازے سے باہر آتے ہوئے امان نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ دونوں بنا کوئی چیز اُٹھائے پلک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جھپکتے وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے۔

دوسری طرف کاشان کی والدہ کے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھے ہوئے تھے: ''یا اللہ! میرے بیٹے کو سلامت رکھ۔ اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے بیٹے کا دل بُرائی سے نیکی کی طرف پھیر دے۔'' ان کی دعا قبول ہوئی تہجد میں اُٹھ کر بھی آج انھوں نے خوب رو رو کر دعا کی تھی۔ شاید امی کی دعا کی برکت تھی جو آج وہ کیمرے کی زد میں آنے کے باوجود بال بال بچے تھے۔

''یہاں نہ سہی کہیں اور قسمت آزمائی کرتے ہیں۔'' امان بائیک دوڑاتے ہوئے بول رہا تھا۔ چند لمحوں میں ان کی بائیک ایک لمبی چوڑی دکان کے سامنے رکی۔ دونوں بائیک سے اُتر کر اندر چلے آئے۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے دونوں کو بس ایک نظر دیکھا۔ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ ان سے پہلے دو تین گاہک اور بھی موجود تھے۔ اب دونوں اِدھر اُدھر ٹہلتے، موقع کی تلاش میں تھے۔ احتیاطاً کاشان نے اوپر نیچے نگاہیں دوڑائیں، لیکن کسی کیمرے کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا، لیکن دیوار پر ایک جگہ کچھ لکھا دیکھا تو اسے ایک زبردست جھٹکا لگا تھا۔

''کیا ہوا تمھیں؟'' امان نے اس کا چہرہ فق ہوتے دیکھا تو دھیمی آواز میں پوچھا، لیکن دوسری طرف مکمل سناٹا تھا۔

کاشان نے دیوار کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔ نظر پڑتے ہی امان بھی کانپ کر رہ گیا۔

دیوار پر آویزاں فریم پر لکھے ایک جملے نے انھیں بدل کر رکھ دیا تھا۔ ابھی تک وہ ایک مصنوعی کیمرے کی آنکھ کو دیکھ کر فوراً محتاط ہو جاتے۔ آج انھیں پتا چل گیا تھا کہ کوئی دیکھنے والا انھیں مسلسل دیکھ رہا ہے۔ ان کا ہر عمل نوٹ کیا جا رہا ہے۔ دیوار پر لکھا تھا: ''اللہ دیکھ رہا ہے۔''

دونوں اُلٹے پاؤں پلٹ گئے، ہمیشہ کے لیے۔ کاشان کی امی کی دعا قبول ہو چکی تھی۔

نیکی کا راستہ

ماہین خالد، ٹیکسلا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ بھیس بدل کر گشت لگایا کرتا تھا۔

ایک دن وہ اور اس کا وزیر ایک چوراہے سے گزرے تو انھوں نے وہاں لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ تمام لوگ ایک لاش کے ارد گرد کھڑے تھے، مگر کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا۔ بادشاہ نے وہاں کھڑے ایک آدمی سے پوچھا کہ لوگ اس لاش کو کندھا کیوں نہیں دے رہے؟

تب ایک آدمی نے بتایا کہ لوگوں نے اسے ہر رات شراب خانے اور ایک بوڑھی بیوہ کے گھر کے باہر دیکھا ہے، اس لیے اس کے غلط کردار کی وجہ سے کوئی اس کو کندھا نہیں دے رہا۔

آخر بادشاہ اس کا گھر کھوجتے کھوجتے اس کے گھر پہنچ گیا اور اس کی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا۔ بادشاہ عام آدمی کے بھیس میں تھا۔ اس لیے کوئی اس کو پہچان نہیں پا رہا تھا۔

اس آدمی کی بیوی روتے ہوئے بولی: ''بھائی صاحب! قسم اس خدا کی جس کے قبضے میں میری، آپ کی اور پوری کائنات کی جان ہے۔ میرا شوہر ایک نیک آدمی اور اللہ کا ولی تھا۔ لوگوں نے ہر رات اسے شراب خانے اور بوڑھی بیوہ کے گھر کے باہر تو دیکھا ہے، لیکن سچائی کوئی نہیں جانتا۔ میرا شوہر رات شراب خانے جاتا اور وہاں سے دس مٹکے شراب کے گھر لا کر اسے بہا دیتا اور کہتا کہ اس نے دس مسلمانوں کو شراب کی لعنت سے بچالیا۔ اس کے علاوہ وہ بوڑھی بیوہ کے گھر جاتا اور اسے ہر روز تھوڑی سی رقم اور کھانا دیتا، تاکہ وہ اپنی جائز ضروریات کے لیے کوئی غلط کام نہ کرے۔ وہ بوڑھی بیوہ اسے اپنا بیٹا مانتی تھی۔

میں ہر دفعہ اس سے کہتی کہ اگر تمھارا یہی طریقہ رہا تو کوئی تمھاری لاش کو کندھا بھی نہیں دے گا۔

اس سے وہ کہتا کہ تم اللہ پر بھروسا رکھو میرا جنازہ بادشاہِ وقت اور بڑے بڑے علماء پڑھائیں گے۔''

یہ کہہ کر وہ عورت چپ کر گئی اور بادشاہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس نے اس عورت سے کہا: ''بہن! میں ہی بادشاہ ہوں اور تمھارے شوہر کا جنازہ میں ہی پڑھاؤں گا۔''

عورت بہت خوش ہوئی۔ اس کے بعد بادشاہ نے علماء کرام کو بلایا اس کا جنازہ پڑھایا اور علماء کے قبرستان میں احترام سے اس کو دفن کر دیا۔

انتقام

فاطمہ ناہید، کراچی

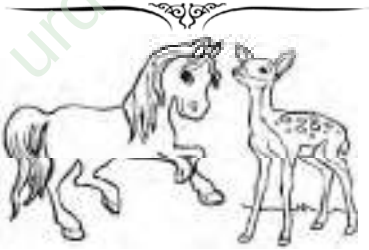

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کسی جنگل میں ایک گھوڑا اور ہرن دو دوست رہتے تھے۔ایک دفعہ کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔ ہرن کافی پھرتیلا تھا، لڑائی مار پیٹ تک پہنچ گئی۔ گھوڑے کو زیادہ چوٹیں آئی تھیں۔ دونوں ایک دوسرے سے دور بیگانوں کی طرح رہنے لگے۔

ایک دن گھوڑے نے جنگل میں ایک شکاری کو دیکھا تو اس نے سوچا کہ ہرن سے انتقام لیا جائے۔ وہ شکاری کے پاس گیا اور پوچھا: ''کیا تم کسی ہرن کو شکار کرنے آئے ہو؟''

شکاری: ''ہاں!''

گھوڑے نے کہا: '' میں تمھیں ایک ہرن کا ٹھکانہ بتا سکتا ہوں۔''

شکاری دل ہی دل میں خوش ہوا، یعنی ایک تیر سے دو شکار۔اس نے گھوڑے سے کہا: ''اگر تم میری مدد کرو تو کیا ہی بات ہے! کیا میں تمھاری پیٹھ پر بیٹھ جاؤں؟'' گھوڑا فوراً راضی ہوگیا۔

شکاری نے پھر کہا: '' اگر تمھیں تکلیف نہ ہو تو میں تمھارے منھ میں لگام ڈال دوں؟''

گھوڑے نے پوچھا: ''اس سے کیا ہوگا؟''

شکاری نے کہا: '' جیسے ہی مجھے ہرن نظر آئے گا میں تمھاری لگام اس طرف موڑ دوں گا۔''

آخر شکاری نے گھوڑے کو لگام ڈالی اور زور سے کھینچا۔ ہرن کے ٹھکانے پر پہنچ کر گھوڑا ہرن کے پیچھے دوڑا۔ کچھ دور جا کر ہرن نڈھال ہوگیا۔ شکاری نے ہرن کو گولی مار دی۔ گھوڑے کا انتقام تو پورا ہوگیا، لیکن وہ آج تک اسی لگام سے بندھا زندگی گزار رہا ہے۔

چپل ٹوٹ گئی

علشبہ آصف، احمد پور شرقیہ

ایک دن میں کہیں جارہی تھی
کہ میری چپل ٹوٹ گئی
چپل تو موچی سیتا ہے
سیتا تو درزی بھی ہے
درزی تو کپڑے سیتا ہے
کپڑے تو رنگین ہوتے ہیں
رنگین تو لوٹا بھی ہوتا ہے
لوٹا تو واش روم میں ہوتا ہے
واش روم میں تو نل بھی ہوتا ہے
نل تو لوہے کا ہوتا ہے
لوہے کی تو استری بھی ہوتی ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

استری تو گرم ہوتی ہے
گرم تو کسٹرڈ بھی ہوتا ہے
کسٹرڈ تو پیلا ہوتا ہے
پیلا تو چوزہ بھی ہوتا ہے
چوزہ تو انڈے سے نکلتا ہے
انڈا تو سفید ہوتا ہے
سفید تو دودھ بھی ہوتا ہے
دودھ تو بھینس دیتی ہے
بھینس تو کالی ہوتی ہے
کالا تو انسان بھی ہوتا ہے
انسان تو پان کھاتا ہے
پان تو لال ہوتا ہے
لال تو گلاب بھی ہوتا ہے
گلاب میں تو کانٹے ہوتے ہیں
کانٹے تو مچھلی میں بھی ہوتے ہیں
مچھلی تو پانی میں ہوتی ہے
پانی میں تو کشتی ہوتی ہے
کشتی میں تو لوگ ہوتے ہیں
لوگ تو روڈ پر بھی ہوتے ہیں
روڈ پر تو میں بھی چلتی ہوں
چلنے سے خوب یاد آیا
کہ میری چپل ٹوٹ گئی

پھلوں کی دوکان

عبدالرحمٰن امجد، ملتان

آج بازار میں معمول سے زیادہ گہما گہمی تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ ہر کوئی خریداری کے لیے آیا تھا۔ ہاشو بھائی اپنی پھلوں کی دوکان کی ہر چیز کو قرینے سے سجائے بیٹھے تھے۔ ایک عمر ہوگئی تھی اسے پھل بیچتے۔ سفید بال، داڑھی، جھریوں والا چہرہ، پاؤں میں چپل زیادہ خستہ حال نہ تھی، بادامی رنگ کے کپڑے پہنے شکل سے فرشتہ صفت آدمی لگتے تھے۔ سب پھلوں کو صاف ستھرا کر کے پانی سے دھو کے اپنی اپنی جگہوں پر بڑے سلیقے سے سجا دیا، مگر اب کی بار خربوزے میاں کو آم بادشاہ کے ساتھ ہی رکھ دیا۔ دراصل گرمی بہت تھی۔ ہر کوئی پیلے پیلے میٹھے خربوزے دیکھ کر ان کی جانب لپکتا تھا۔ میاں خربوزے بڑے خوش تھے کہ آج دوکان کی زینت بنے بیٹھے ہیں اور ان کی بڑی قدر ہو رہی ہے۔ ساتھ ہی دیکھتے کہ آم بادشاہ ان پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

برہم دکھائی دے رہے ہیں۔ ہاشو کو دوکان سے باہر جاتا دیکھ کر اس کی توسٹی گم ہوگئی۔

''کیوں میاں! تمھاری یہ جرأت آج تختِ شاہی پر آ بیٹھے۔'' آم خفگی سے بولا۔

دراصل آم اپنے خانے کو کسی صورت بھی تختِ شاہی سے کم نہ سمجھتے تھے، سو بولے: ''آج یہاں آ بیٹھے ہو، کل کسے معلوم ہمیں یہاں سے دھکا ہی دے ڈالو۔''

خربوزہ منکسرانہ انداز میں بولا: ''حضور! جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔''

یہ سن کر تو آم فخر سے اکڑ گیا۔ دوسرے پھلوں کے سامنے فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا: ''امان ہے، تم بھی کیا یاد رکھو گے۔''

خربوزہ کچھ خوشامدانہ انداز میں بولا: ''حضور! بندہ تو ناچیز ہے۔ میری کیا مجال جو آپ کی برابری کروں۔ حضور سے ہی قریب کا یہ فیض ہے کہ مجھے فرش سے عرش تک پہنچا دیا۔ حضور کا نمک خوار ہوں۔ حضور کا وفادار رہوں گا۔ ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔''

خربوزے میاں کی تو جان پر بنی ہوئی تھی۔ وہ آم کو ہاشو کے آنے تک باتوں میں اُلجھائے رہنا چاہتا تھا۔ چاپلوسی کرتے ہوئے کہا: ''مجھ خاک کی کیا اوقات ہوسکتی ہے۔ نام تو آپ کا ہے۔ ہر گھر میں آپ کا چرچا ہے۔ بچے ہوں یا بوڑھے سب ہی حضور کے دیوانے ہیں۔ ذیابیطس کے مریض منع ہونے کے باوجود حضور سے محبت فرماتے ہیں۔ اقبال اور غالب جیسے عظیم لوگ آپ کے چاہنے والوں میں شامل تھے۔ میری کیا مجال.....''

آم بادشاہ تو گویا پھولے نہ سما رہے تھے۔ کہنے لگے: ''ہم تمھاری عرضی پر غور کرتے ہیں۔''

ابھی کچھ اور کہنا چاہتے تھے کہ ہاشو نے آم بادشاہ کو ہاتھ میں دبوچ کر ایک گاہک سے کہا: ''جناب! انھیں دیکھیے لاجواب آم ہیں۔ خاص سندھ سے منگوایا ہے۔''

''کتنے میں دو گے؟'' گاہک بولا۔

''ویسے تو بھائی اڑھائی سو ہے، مگر آج آپ کے لیے صرف دو سو روپے کلو۔''

''ڈیڑھ سو ٹھیک ہے۔ سارے تول دو۔ آج دعوت کا اہتمام کرنا ہے۔''

''جو حکم۔ یہ پانچ کلو ہوتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے دے دو۔ یہ لو آٹھ سو۔ باقی تم رکھ لو۔''

''شکریہ۔''

اور اسی کے ساتھ ہی آم بادشاہ کی سلطنت دوکان سے شاپر میں منتقل ہوگئی۔ انھیں خربوزے کے سامنے اپنی شکست محسوس ہو رہی تھی۔ ہارے ہوئے جواری کی طرح اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے: ''جلد ہی تمھارا انجام بھی یہی ہوگا۔ ہاشو اور وہ آدمی آم کی آواز سن پاتے تو حیران رہ جاتے۔ خربوزہ کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سچی لگن

وجیہہ ندیم، کراچی

''بے وقوف! تم تو بہت ہی بے وقوف ہو۔ ہر وقت پڑھنے کے علاوہ تمھیں کچھ آتا ہی نہیں۔ تم تو کتابی کیڑے کی طرح کتابوں میں دماغ خراب کرتی رہتی ہو۔ ہاہاہا'' اریبہ نے ساریہ کو اپنی بدتمیزی کا نشانہ بنایا۔

ساریہ کلاس کی سنجیدہ ترین اور اول نمبر پر آنے والی طالبہ تھی۔ جو فالتو وقت برباد کرنے کے بجائے، اسے پڑھنے میں صرف کرتی۔ کیمسٹری کا پیریڈ تھا۔ سر اشتیاق زور وشور سے ''ایٹم'' پر لیکچر دے رہے تھے۔ اس دوران بھی طلبہ باتوں میں مصروف تھے۔ ماریہ اور آمنہ ایک دوسرے کی کتابوں پر سائنس دانوں کی ڈاڑھی مونچھیں بنانے میں مصروف تھیں۔ حلیمہ اور سلیمہ لیکچر سننے کے بجائے ''قائد اعظم کے چودہ نکات'' بڑبڑا رہی تھیں۔ علینہ کا دھیان کھانے کی طرف تھا۔ باقی سب سرگوشیوں میں دنیا جہان کی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ اسی بدتمیزی کے دوران پیریڈ کی گھنٹی بجی۔ پھر دوسرے پیریڈ میں بھی اسی قسم کی صورتِ حال رہی۔ چھٹی کے بعد ساریہ گھر پہنچ کر نڈھال سی سوفے پر گر گئی۔ امی بولیں: ''ساریہ بیٹا! کیا ہوا، کھانا تو کھالو۔''

ساریہ غصے سے بولی: ''امی! میں کل سے اسکول نہیں جاؤں گی۔ سوائے کھیل تماشے کے وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ اتنا شور ہوتا ہے کہ مس کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اسکول نہیں جاؤں گی۔'' ساریہ روتے ہوئے اپنے کمرے چلی گئی اور دھڑام سے دروازہ بند کرلیا۔

شام کو امی ساریہ کہ پاس گئیں جو ٹیوشن جانے کے بجائے سوفے پر سر پکڑے بیٹھی تھی۔ امی نے سمجھاتے ہوئے کہا: ''دوسروں کی حرکتوں اور لاپرواہیوں کی وجہ سے تم خود اپنا نقصان کرلوگی۔ اگر اور لوگ جہالت کے اندھیرے میں ڈوب رہے ہیں تو کیا تم علم کی روشنی کی طرف نہیں بلاؤ گی ساریہ!''

بات ساریہ کی سمجھ میں آ گئی۔ ساریہ نے عہد کیا کہ وہ نہ خود علم سے پیچھے ہٹے گی بلکہ دوسروں کو بھی جذبہ دلائے گی۔ اس نے اگلے دن سے ہی ''علم پھیلاؤ مہم'' کا آغاز کردیا اور کچھ دن بعد ہی اس کا بہت اچھا نتیجہ سب کے سامنے آیا۔ ساریہ کی جماعت کی طالب علموں کا سالانہ امتحان میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ ایک روشن ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آدھی ملاقات

شامل اشاعت بیشتر خطوط ہمدرد نونہال اکتوبر ۲۰۱۹ء سے متعلق ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمدرد نونہال کا معیار ہر گزرتے دن کے ساتھ بلند ہو رہا ہے۔ سرورق پر معصوم بچوں کی خوب صورت تصاویر دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ بالخصوص ستمبر کا سرورق بہترین تھا۔ آپ سے گزارش ہے کہ ایسے ہی معصومیت کو سرورق کی زینت بناتے رہیں اور ہماری آنکھیں حقیقت کی جانب کھولتے رہیں۔ ای میل کے ذریعے خط و کتابت کا طریقہ بتا سکتے ہیں؟

صبا نیاز صدیقی، حیدرآباد

جس طرح آپ نے یہ خط ہمیں ای میل سے بھیجا ہے اسی طرح دوسری تحریریں بھی ان پیج میں ٹائپ کر کے بھیج سکتی ہیں۔ انعامی سلسلوں کے لیے اصل کوپن ضروری ہے۔

ماہِ اکتوبر کے شمارے کا خوب صورت سرورق بہت بھایا۔ گرم ٹوپی اور چادر نے جاڑے کا احساس دلایا۔ پہلے صفحے کا پیغام بامعنی ہے۔ حمدِ باری تعالیٰ بھی بے حد خوب صورت اور پیش کش کا انداز بھی بہت خوب۔ جاگو جگاؤ اور پہلی کے بعد عظیم قائد کی ایک عظیم خوبی سے استفادہ کیا۔ ثابت قدمی اور اولوالعزمی کی صفات سے آراستہ جیک ما سے تعارف اچھا لگا۔ زندہ پیغام ایک تاثراتی تحریر تھی، بہت اچھی لگی۔ سام ہاؤس کا اسرار ختم ہوا۔ دونوں حصے تجسس سے بھرپور تھے۔ نام بوجھیے مثالی سلسلہ ہے۔ اس سے شخصیت کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ شین شرارت مزے دار ہے۔ سفرنامہ امریکا دل چسپ ہے۔ اسے تصویروں نے دل کش بنا دیا ہے۔ کہانیوں میں غلط فہمی، کچی بستی اور گھوڑے کا سودا پسند آئیں۔ ان کے علاوہ پرانے کھنڈر کا بھوت، آنے والا دور اور ہمارا کارنامہ بھی خوب ہیں۔ بلاعنوان کہانی اپنی مثال آپ ہے۔ فٹ بال سازی، اردو اخبارات کی تاریخ اور ڈائنوسارز دل چسپ مضامین ہیں۔

عشرت جہاں، لاہور

ماہِ اکتوبر کا ہمدرد نونہال دیکھ کر بہت خوشی ہوئی سرورق پر خوب صورت سے بچے کی تصویر بہت ہی پیاری ہے۔ ماشاء اللہ سلیم کوثر کی ''حمدِ باری تعالیٰ'' بہت زبردست تھی۔ جاگو جگاؤ میں شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کی دل کو چھونے والی باتیں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ سلیم مغل کی پہلی بات نے تو سچ ہمیں آنسوؤں سے رلا دیا۔ عظیم قائد کے بارے میں حکیم صاحب کی یادوں کا ٹکڑا بہت زبردست تھا۔ ۵/اکتوبر کے حوالے سے نظم (استادوں کا دن) بہت اچھی تھی۔ جیک ما جیتا جاگتا معاشی جادوگر بہت اچھی تحریر تھی جو لوگ بہت جلد ہر معاملے میں مایوس ہو جاتے ہیں ان کو جیک ما سے سبق سیکھنا چاہیے۔ محمد اسماعیل عبدالعزیز کی تحریر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

زندہ پیغام پڑھ کر بہت حیرت ہوئی اور مزہ آیا۔ روشن خیال پڑھ کر بچوں کے ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ سام ہاؤس کا دوسرا ٹکڑا پڑھ کر تشنگی دور ہوگئی اور سکون ملا۔ نام بوجھیے بہت مشکل لگ رہا ہے، لیکن پڑھنے میں تو بہت مزہ آ رہا ہے۔ شین شرارت نے ہونٹوں پر ہنسی بکھیر دی۔ گاؤں میں بارش (رفیع یوسفی محرم) نظم بھی بہت اچھی تھی۔ ڈائنوسارز (سیدہ صدف اکبر) کی تحریر خوف ناک تصاویر کے ساتھ بہت ہی معلوماتی تھی۔ نونہال مصور میں بچوں نے کمال کر دیا ایک سے بڑھ کر ایک یوں ہی کوشش کرتے رہیں۔ سلیم مغل کی نئی منزلوں کا سفر پڑھنے میں مزہ آ رہا ہے۔ معلومات بھی مل رہی ہے۔ پرانے کھنڈر کا بھوت (جاوید اقبال) پہلے بہت ڈرلگا، لیکن جب حقیقت معلوم ہوئی تو ڈر ختم ہوگیا۔ محمد ذوالقرنین کی تحریر ''غلط فہمی'' بہت اچھی اور سبق آموز تھی۔ علم دریچے میں بچوں نے بہت محنت سے معلومات جمع کی ہے، بہت زبردست تھا۔ کہانی کچی بستی بہت اعلا اور زبردست تھی۔ آنے والا دور پڑھ کر بہت اچھا لگا، مگر ڈرسا محسوس ہو رہا ہے۔ نسرین شاہین کی تحریر ''فٹ بال سازی'' پڑھ کر معلومات ملی۔ تنویر انجم کی نظم ''دریا کے پار جانا'' بہت اچھی لگی، پورے پاکستان کی سیر کرادی۔ نونہال خبر نامہ پڑھ کر مزہ آیا۔ خرم فرخی آخر کہاں سے ایسی خبریں جمع کرتے ہیں۔ شکیل صدیقی کی ''گھوڑے کا سودا'' بہترین کہانی تھی۔ ہمارا کارنامہ (علی حیدر) کی تحریر ہم مسکرا مسکرا کر پڑھتے رہے۔ اس بار کی بلاعنوان کہانی (ظلِ ہما) بہت اچھی تھی۔ شکیل صدیقی کی اخبارات کی تاریخ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ نونہال ادیب میں سارے بچوں نے بہت اچھا اور محنت سے لکھا۔ آخر میں لغت پڑھ کر کچھ اور الفاظ کا ذخیرہ حاصل ہو۔ دعا ہے کہ ہمدرد یوں ہی صدا بہار رہے۔

اُمِ ایمن محمد عقیل شاہ، کراچی

ہمدرد نونہال ایک قومی اثاثہ ہے۔ اس کے بانی حکیم محمد سعید ایک عظیم انسان تھے۔ ان کو شہید کرنے والے واقعی انسان نہیں درندے تھے۔ کہانیاں، نظمیں، علم دریچے، معلومات، تصاویر غرض ہر لحاظ سے رسالہ زبردست ہے اور اس کے پیچھے دن رات کی محنت اور کام سے محبت کرنے والی ٹیم ہے۔

محمد عدیل حسنین، جھنگ صدر

ماہِ اکتوبر کے سرورق پر نظر پڑی تو منھ سے نکلا۔ ماشاءاللہ، اندر ایک سے ایک تحریروں کی فہرست دیکھی۔ ابتدا سلیم کوثر کی حمدِ باری تعالیٰ سے کی۔ جاگو جگاؤ اور پہلی بات ہمیشہ کی طرح خوب تھے۔ شہید حکیم محمد سعید کی خوب صورت اور یاد رکھنے والی باتوں نے دل میں جگہ بنا لی۔ پہلی بات میں لیاقت علی خان اور شہید حکیم محمد سعید کی شہادت کا واقعہ پڑھ کر دل میں پاکستان سے زیادہ محبت جاگ اُٹھی۔ نظم استادوں کا دن پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ سب کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ نونہال مصور میں اصغر علی کوٹری اور لیزا جاوید خان کی پینٹنگ اچھی لگی پورے شمارے میں ہر چیز اپنی مثال آپ تھی۔

حمنہ محمد عقیل شاہ، کراچی

اکتوبر کا شمارہ ہر بار کی طرح بہت اچھا لگا۔ ساری کہانیاں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ خاص طور پر مجھے ''جیک ما'' کی داستان بہت پسند آئی۔ نیا سلسلہ شین شرارت بہت پسند آیا۔ بلاعنوان کہانی کی تو کیا بات تھی۔ مزاحیہ کہانیوں میں ہمارا کارنامہ بہت اچھی کہانی لگی۔

سیدہ اقرا اعجاز، حیدرآباد

ہم سب کو ہمدرد نونہال بہت پسند ہے۔ یہ ہمارا دل چسپ او رمعلوماتی رسالہ ہے۔ نونہال کی کہانیاں اور تصویریں بھی بہترین ہوتی ہیں۔ تازہ شمارے کا سرورق بہت اچھا ہے۔ تحریروں میں جاگو جگاؤ، پہلی بات، روشن خیالات، نام بوجھیے، ڈائنوسارز، شین شرارت، نئی منزلوں کا سفر، پرانے کھنڈرات کا بھوت، غلط فہمی، فٹ بال سازی، گھوڑے کا سودا، کچی بستی، نونہال لغت، بہت پسند آئیں۔ ہمیں نونہال سے معلومات کے ساتھ تفریح بھی ملتی ہے۔ یہ پرچا میرے دادا، نانا، دادی، نانی، ابو، امی اور بزرگوں نے بھی اپنے بچپن میں پڑھا ہے۔

سیدہ ناہید نرگس، کراچی

اکتوبر کا شمارہ بہت دل چسپ تھا۔ تمام کہانیاں ہمیشہ کی طرح بہت زبردست تھیں۔ شین شرارت بھی اچھا تھا۔ تمام نظمیں بھی بہت پیاری تھی۔

اسما خان، میرپور خاص

ستمبر کا رسالہ پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ نونہال مشاعرے کے شعر بہت پسند آئے۔ زمین سے آگے بڑھ کر معلومات کا خزانہ ہاتھ لگا۔ تتلیوں کا مضمون بہت دل چسپ تھا۔ سام ہاؤس ایک دل چسپ تحریر ہے۔

کوشہ ادریس، کراچی

اکتوبر کے شمارے کا سرورق بہت اچھا لگا۔ سام ہاؤس اور بلاعنوان کہانی اچھی لگیں۔ نونہال مشاعرے کی کمی محسوس ہوئی۔ رسالے میں جو تبدیلیاں ہوئیں ہیں، اس سے یہ ہمارا اور زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔ کیا ای میل سے مختلف تحریریں بھیجی جاسکتی ہیں؟

شیراز نثار، سرگودھا

جی ہاں، لیکن ہر تحریر کے نیچے اپنا ڈاک کا پتا ضرور لکھیے۔

ستمبر کا شمارہ ہمیشہ کی طرح اے ون تھا۔ ننھی چڑیا سے لے کر نونہال لغت تک ہر تحریر بہت پسند آئی۔ سفرنامہ امریکا کے صفحات زیادہ کریں پلیز..... پڑھ کر مزہ آتا ہے۔ میاں بلاقی شاید کافی عرصے بعد میدان میں آئے ہیں۔ شین شرارت نے بہت ہنسایا۔ زمین سے آگے اور تتلیاں حیرت میں ڈالنے والے مضامین تھے۔ شرفو کی کہانی سبق آموز تھی۔ بغداد کا تاجر، میں تاجر کے دوست پر تھوڑا غصہ آیا۔ بلاعنوان کہانی اور چچا شیخی باز اچھی لگیں۔ بہرحال تمام سلسلے اور کہانیاں زبردست رہیں۔

اصح احمد، آزاد کشمیر

ہمدرد نونہال پہلی بار پڑھا، بہت مزا آیا بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ کاش بھائی نے پہلے ہی نونہال پڑھنے کا مشورہ دیا ہوتا تو اب تک بہت کچھ سیکھنے کو ملتا۔ حمدِ باری تعالیٰ سے پڑھنا شروع کیا۔ جاگو جگاؤ نے واقعی جگا دیا۔ عظیم قائد تو میرے ہیرو ہیں۔ ان کی تو ہر بات بے مثال ہوتی ہے۔ جیک ما، زندہ پیغام، سام ہاؤس، پرانے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کھنڈرات کا بھوت سب ہی نے بہت متاثر کیا۔ نام بوجھیے میں بہت مشکل درپیش ہوئی، مگر مجھے بہت مزہ آیا۔ شکریہ ہمدرد نونہال کا۔

محمد عزیر محمد نعیم، کراچی

اکتوبر کا شمارہ آنکھوں سے ہوتا ہوا دل میں اُتر گیا۔ حمد سے لے کر لغت تک سب اچھا تھا۔ عظیم قائد نے یادیں تازہ کردیں۔ جیک ما پڑھ کر مایوس ہونے والوں کی قسمت پر رونا آیا۔ غلط فہمی لاجواب تھی۔

اشتیاق سرور اعوان، اسلام آباد

ستمبر کا شمارہ دیکھ کر دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا۔ چاچا شیخی باز بہت مزاحیہ کہانی تھی۔ ہنسی رکتی ہی نہیں تھی۔ شین شرارت بھی بہت مزے کا تھا۔ ہنس ہنس کر پیٹ میں درد ہوگیا۔

زہرہ کنول اعوان، مظفر گڑھ

اکتوبر کا شمارہ میں نے پہلی بار جب پورا پڑھا تو مجھے وہ کچھ حاصل ہوا جس کا مجھے وہم وگمان بھی نہیں تھا۔ خصوصاً مجھے علم دریچے میں زندگی گزارنے کے وہ اُصول بتائے گئے جن سے میں ناواقف اور انجان تھا۔ بس علم دریچے نے میری کایا پلٹ ڈالی۔ میں نے عہد کیا کہ آیندہ ''ہمدرد نونہال'' جیسے عظیم رسالے میں ضرور شریک رہوں گا۔

محمد حذیفہ بن عبدالستار کراچی

اکتوبر کا شمارہ بہت اچھا لگا۔ جاگو جگاؤ سے اچھا سبق ملا۔ بلاعنوان کہانی بہترین تحریر تھی۔ شین شرارت پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ ہمارا کارنامہ اچھی تحریر تھی۔

حافظ سیف اللہ پشاوری، کراچی

اس بار نونہال بروقت ۲/اکتوبر کو ہی مل گیا بہت خوشی ہوئی۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی نونہال کی تحریریں بہترین ہیں کچھ پڑھ لیں، کچھ زیرِ مطالعہ ہیں۔ انکل! ہم بہت شوق اور لگن سے معلومات افزا، بلاعنوان کہانی، نونہال مشاعرہ اور نام بوجھیے جیسے مستقل سلسلوں میں ہر بار حصہ لیتے ہیں اور جلد از جلد جواب بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ قرعہ اندازی میں ہمارا نام بھی شامل ہوسکے۔

زنیر بن اشعر، رُباب فاطمہ، حُر بن اشعر، کورنگی، کراچی

اکتوبر کا شمارہ ہر لحاظ سے سپر ہٹ تھا۔ جاگو جگاؤ میں ہمدردی سے متعلق اچھا سبق ملا۔ پہلی بات میں سلیم مغل دو عظیم ہستیوں کا الم ناک سانحہ سنا رہے تھے۔ پڑھ کر دل بے حد مغموم ہوا۔ استادوں کا دن اچھی نظم تھی۔ ''جیک ما'' ایک انوکھے انسان کی کام یابیوں کے متعلق پڑھ کر اندھیروں کے درمیان ایک روشنی کی کرن نظر آئی۔ زندہ پیغام میں محمد اسماعیل عبدالعزیز صاحب اس عظیم انسان کے اخلاق بیان کررہے تھے جس کی بے لوث محنت کی بدولت آج ہم جیسے ناکارے بھی لکھنے کے قابل ہوگئے۔ سام ہاؤس اچھی تحریر تھی۔ نام بوجھیے کا نام بوجھنے سے معذور رہے۔ شین شرارت پڑھ کر بے حد محظوظ ہوئے۔ ڈائنو سار معلوماتی تحریر تھی۔ نئی منزلوں کا سفر پڑھ کر اچھا لگا۔ غلط فہمی معاشرتی تحریر تھی۔ فٹ بال سازی پڑھ کر وطن عزیز کے لیے دعا گو ہوگئے۔ ہمارا کارنامہ، مزاحیہ تحریر تھی۔ بلاعنوان کہانی میں لڑکے کی ذہانت پر رشک آیا۔ کاش ہم بھی ایسے ذہین

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہوتے۔اردو اخبارات کی تاریخ سے اردو کی اہمیت کے بارے میں مزید شناسائی ہوئی۔نونہال ادیب میں محمد سعد اسد سب پر بازی لے گئے۔پورا شمارہ اچھا لگا۔

زبیر سلطان محمود، کراچی

اکتوبر کے شمارے میں ''جیک ما'' کی کہانی میں محنت کرنے کی ترغیب دی اور یہ بھی بتایا کہ محنت کر کے انسان کو کسی بھی موقع پر ہار نہیں ماننی چاہیے۔زندہ پیغام، سام ہاؤس میں بھی بہت زیادہ مزہ آیا۔شین شرارت اس بار بہت اچھی رہیں۔ڈائنوسار کی تحریر پڑھ کر یہ علم ہوا کہ ڈائنوسار کو سب سے پہلے کس نے دریافت کیا۔پرانے کھنڈرات کا بھوت نے بہادری کا جذبہ پیدا کر دیا۔اس بار کے علم دریچے نے زندگی گزارنے کا جو سبق دیا وہ انمول ہے۔اس کے علاوہ کچی بستی میں پڑوسیوں کے ساتھ میل جول، حسن سلوک کا ایک خاص سبق دیا۔آنے والا دور کی تحریر میں جو بات ہے، اگر یہ بات موجودہ دور میں دیکھی جائے تو یہ دور کئی گنا زیادہ بڑھ چکا ہے۔فٹ بال سازی میں الحمدللہ پاکستان کے مشہور شہر سیالکوٹ کے بارے میں وہ کچھ معلوم ہوا جو میرا ذہن بھی تسلیم نہیں کر رہا تھا کہ سیالکوٹ کی بنی ہوئی فٹ بال دنیا کے ایک عظیم ورلڈ کپ میں استعمال ہوئی ہے۔نونہال خبرنامہ، گھوڑے کا سودا بہت اچھی تحریریں تھیں۔ ہمارا کارنامہ میں وہ مزہ آیا جو شین شرارت میں بھی نہیں تھا۔پھر بھی اس بار پورے رسالے میں بہت مزہ آیا اور ہم بہت زیادہ لطف اندوز ہوئے۔

محمد سہیل تونسوی، کراچی

اکتوبر کا شمارہ ملا۔سرورق خوب تھا۔کہانیاں بھی زبردست تھیں، جن میں غلط فہمی، کچی بستی، سام ہاؤس اور آنے والا دور دل چسپ تھیں۔گھوڑے کا سودا بہت مزاحیہ تھی۔نظموں میں استاد کا دن، گاؤں میں بارش اور دریا مزے دار تھیں۔غرض کہ رسالہ شان دار تھا۔

علی حیدر، جھنگ صدر

کہانیاں ''گھوڑے کا سودا'' اور ''ہمارا کارنامہ'' بہت پسند آئیں۔بلاعنوان انعامی کہانی بھی بہت مزے کی تھی۔ رسالے میں اپنا نام نہ پا کر بہت دکھ ہوا۔

اقرا نصیر احمد، ٹیکسلا

آپ ایسی تحریر بھیجیں جو نئی اور دل چسپ ہو۔ جو پڑھے اس کے منھ سے واہ نکلے۔

ہمدرد نونہال میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔نظم ننھی چڑیا اور شین شرارت کے لطائف بہت اچھے تھے۔کہانیوں میں بغداد کا تاجر، شرفو کی کہانی، بلاعنوان کہانی بہت اچھی تھیں۔ پورا رسالہ پڑھے بغیر ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔ان شاءاللہ ہمدرد نونہال ہمیشہ ہمارا ساتھ قائم رہے۔

محمد شعیب، کراچی، کیماڑی

اس ماہ کا شمارہ بھی ہمیشہ کی طرح بہترین تھا۔جاگو جگاؤ اور پہلی بات سے بہت سبق ملا۔شین شرارت کے لطیفے بہت عمدہ تھے۔استادوں کا دن نظم پسند آئی۔ڈائنوسارز پڑھ کر علم میں اضافہ ہوا۔نونہال مصور کی تصاویر بہت خوب تھی۔ کہانیوں میں غلط فہمی، کچی بستی، آنے والا دور اچھی لگی۔ بلاعنوان اس مرتبہ بہت اچھی تھی۔کہانی میں مقصد بہت واضح تھا کہ عقل کی دولت انسان کو ہمیشہ کام یاب کرتی ہے۔ نونہال ادیب میں شہید پاکستان پڑھ کر میں بہت اُداس ہوں۔بس میری دعا ہے کہ اللہ انکل حکیم محمد سعید کو جنت الفردوس مین بلند درجے عطا فرمائے۔آمین۔

سعد محمود، حیدر آباد

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بلاعنوان کہانی کے انعامات

ہمدرد نونہال اکتوبر ۲۰۱۹ء میں محترمہ ظلِ حنا کی بلاعنوان انعامی کہانی شائع ہوئی تھی۔اس کہانی کے بہت اچھے اچھے عنوانات موصول ہوئے۔کمیٹی نے بہت غور کرنے کے بعد تین اچھے عنوانات کا انتخاب کیا ہے، جو تین نونہالوں نے مختلف جگہوں سے بھیجا ہے۔

۱۔ نقطے کا نکتہ : محمد عباس شیخ، کراچی

۲۔ نقطہ داں : سیدہ سالکہ محبوب، کراچی

۳۔ عقل عیار : محمد سعید، کالا گجراں

﴿ چند اور اچھے اچھے عنوانات یہ ہیں ﴾

ہیرا پھیری۔نقطوں کا کمال۔ایمان دار شاطر۔کھیل نقطوں کا۔

ذہانت کا کھیل۔گٹھلیوں کے دام۔عقل کی جیت۔

ان نونہالوں نے بھی ہمیں دل چسپ عنوانات بھیجے

☆ کراچی: محمد علی محمد الطاف، عادل امیر، فضل سلیمان، سہیل خان احمد علی شاہ، غلام محمد سرور، صادق، محمد ناصر علی، سمیر علی، شہباز خان بن سرفراز خان، زوہیب خورشید خان، محمد عباس زاہد، محمد زبیر احمد، آصف علی، حسان فیصل، مدثر، غلام محمد دلاور، اعجاز احمد، عبید سردار، محمد عدنان سیفل، اُسید الرحمٰن، رُباب فاطمہ، عبیر طیب خان، سیدہ ناہید نرگس، حافظہ عروبہ مرسلین، وایا جنید، علینا اختر، عبدالرحمٰن عارف، نورالعین، محمد سعد اللہ، راد بشیر، کشف

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کاشف، فاطمہ ناہید، مصامص شمشاد غوری، محمد اسامہ رفیق، مجتبیٰ احمد، خدیجہ سراج، عمر سلمان، سید شہظل علی اظہر، سیدہ مریم محبوب، سیدہ جویریہ جاوید، سید یشل علی اظہر، سید عفان علی جاوید، حافظ سیف اللہ پشاوری، محمد سہیل تونسوی، زبیر سلطان محمود، زینب علی، عفان احمد انصاری، سدرہ عابد، یمنیٰ بنتِ صدیق بکر، رابیعہ، حمنہ محمد عقیل شاہ، سید محمد احمد، ماہم طارق، رشنا جمال الدین، آمنہ بختاور، زینب ناز سلطان، وردہ مصطفیٰ، محمد عاقب مصطفیٰ، حسان خالد☆ لاہور: رامین سجاد، حفصہ سجاد، زین العابدین، امتیاز علی ناز ☆ مٹیاری: راحیل جان بہلم پٹھان، ماریہ خان بہلم پٹھان، فرح خان بہلم پٹھان ☆ راولپنڈی: ماہین خالد، محمد جواد عباسی، زہرا نور بٹ، شاز راحمد، ملک محمد احسن ☆ حیدرآباد: امامہ تجمل، حیان مرزا، محمد یوسف قریشی، عائشہ ایمن عبداللہ، سعد محمود ☆ ڈیرہ غازی خان: عفت سراج، رفیق احمد ناز☆ اسلام آباد: اشتیاق سرور اعوان ☆ میر پور خاص: محمد جنید تحسین، اسما خان ☆ ڈیرہ اسماعیل خان: محمد احتشام خان ☆ خانیوال: محمد گورش خان ☆ تلہ گنگ: محمد حسان عبداللہ ☆ ملتان: محمد تیمور ☆ کوئٹہ: سید عمر ☆ مظفر گڑھ: احمد خان لغاری ☆ کوٹ ادو: شاہ زیب مختار ☆ پرانا سکھر: محمد حسیب ☆ جھنگ صدر: علی حیدر، محمد عدیل حسنین ☆ میر پور: محمد مزمل احمد، محمد سلیم ملک ☆ دینہ: محمد عبداللہ حسن ☆ پھُل شہر: فیجہ عمران پھُل ☆ بہاول پور: حمنہ ریاض ☆ ٹنڈو الہیار: مدثر آصف کھتری ☆ آزاد کشمیر: اصبح احمد ☆ پتا نامکمل: امتہ البدیع، محمد عزیر محمد نعیم، محمد ذیشان اسجاد۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نونہال لغت

سانچ	س ا م ح	شکنتلا	ہندو دیومالا کی ایک کردار کا نام۔
پرچھائیں	پ ر ش ا ی ں	دشینت	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے بیٹے کا نام بھرت تھا۔
کایا	ک ا ی ا	بھرت	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
پرنیاں	پ ر ن ی ا ں	بھارت	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
حواس	ح و ا س	ملک	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
رعشہ	ر ع ش ہ	گنگا	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
تخ	ت ل خ	کرشن	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔

رتن	ر ت ن	بھگت	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
شکنتلا	ش ک ن ت ل ا	شکنتلا	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
زخمہ	ز خ م ہ	زخمہ	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
سپاٹ	س پ ا ٹ	سپاٹ	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
احسان	ا ح س ا ن	احسان	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
ایندھن	ا ی ن د ھ ن	ایندھن	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔
تھمسان	ت ھ م س ا ن	تھمسان	ہندو دیومالا کا ایک بادشاہ جس کے نام پر ملک کا نام بھارت پڑا۔

زیروبم	ز ے ر و ب م	نشیب وفراز۔آواز کا اُتار چڑھاؤ۔
دھارا	د ھا ر ا	چشمہ۔آبشار۔پانی بہنے کی جگہ۔دریا کے وسط میں پانی کا بہاؤ۔
یخ بستہ	ی خ ب س ت ہ	سردی سے برف کی طرح جما ہوا۔
سانچ	س ا ن چ	سچ۔حق۔راست۔
ٹھاٹھ	ٹھ ا ٹھ	ڈھنگ۔ناز وانداز۔شان وشوکت۔کروفر۔آن بان۔
غائر	غ ا ئ ر	گہرا۔وسیع۔نشیب۔
فراست	ف ر ا س ت	دانائی۔عقل مندی۔سمجھ داری۔قیافہ۔
حلف	ح ل ف	قسم کھانا۔قسم۔عہد۔پیمان۔
فق	ف ق	خوف یا حیرت سے چہرے کا رنگ سفید پڑ جانا۔ہکا بکا۔
اشتعال	ا ش ت ع ا ل	غصہ دلانا۔اُبھارنا۔بھڑکانہ۔جوش۔شعلہ۔
مقالہ	م ق ا ل ہ	کہی ہوئی بات۔قول۔مقولہ۔تحریر۔
کاشانہ	ک ا ش ا ن ہ	جھونپڑا۔آشیانہ۔گھونسلا۔
خاک سار	خ ا ک س ا ر	خاک کی مانند۔عاجز۔حقیر۔
حاوی	ح ا و ی	گھیرنے والا۔احاطہ کرنے والا۔چھا جانے والا۔
شاد	ش ا د	خوش۔مسرور۔بے غم۔
اٹل	ا ٹ ل	جو اپنی جگہ سے نہ ہل سکے۔نہ ٹلنے والا۔اُڑ جانے والا۔قطعی۔
مدح	م د ح	تعریف۔توصیف۔ثنا۔مدحت۔وہ نظم جس میں کسی کی تعریف کی گئی ہو۔